'OM' DELHI
APRIL 1978



Price Rs. 3-00

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

ماہنامہ اوم

بازار اجمیری گیٹ دلی ۶

بابت ماہ اپریل ۱۹۷۸ء

قیمت فی پرچہ ....-/۳ روپے
سالانہ چندہ ....-/۲۸ روپے
وی۔پی منگوانے پر....-/۴ روپے زائد

اسی چندہ میں
سالنامہ "سادھنا انک"
بابت جنوری فروری ۱۹۷۹ء
قیمت ۱۴ روپے۔ بھی دیا جاویگا

غیر ممالک سے سالانہ چندہ :۔
بذریعہ بحری ڈاک ..-/۱۰۰ روپے
بذریعہ ہوائی ڈاک ..-/۲۰۰ روپے

چیف ایڈیٹر:۔ گورکھ ناتھ نندہ
ایڈیٹر:۔ برہمانند نندہ

فہرست مضامین

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر و مالک نے اعلےٰ پرنٹنگ پریس گلی سوداگراں بلیماراں، دلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم مکان نمبر ۴۰۶۲، بازار اجمیری گیٹ دلی ۶ سے شائع کیا۔

پربھو مہما

پروفیسر یوگ دھیان جی آہوجہ ایم۔ اے

سورج چندر نکشتر ستارے　　ادبھت ایک سے ایک نیارے
ورنن کرتے رشی منی ہارے　　پایا وار نہ پار —— پربھو
تیری مہما کے بلہار

جگ میں کیسا کھیل رچایا　　مانش کو جس نے بھرمایا
تھک تھک ہارا بھید نہ پایا　　دیکھا سب سنسار —— پربھو
تیری مہما کے بلہار

جل میں پرتھوی میں اور بن میں　　وایو منڈل اور گگن میں!
ویاپک ہے تو سب کے من میں　　ہے تو سرو آدھار —— پربھو
تیری مہما کے بلہار

حق ہی حق

شری نوبت رائے شوخ

زندگی اس کی سدا مسرور ہے　　یادِ حق سے جس کا دل بھرپور ہے
یادِ حق جس کا سدا دستور ہے　　زندگی وہ پاک دل پُر نور ہے
ہے یہ دستور العمل اعلےٰ تریں　　اس کا عامل، عاملِ غیور ہے
ذاتِ پاکِ حق میں غور و خوض سے　　دل میں روشن جلوۂ مستور ہے
جلوۂ بے پردہ کے دیدار سے　　حق ہی حق ہر سو قریب و دور ہے
سب کے باہر اور اندر ہے وہی　　دل سے وہم ماسوا کافور ہے
جلوۂ وحدت پہ ہے جس کی نظر
رحمتوں سے وہ سدا مسرور ہے

شنکا سمادھان

سُورج کی اُپاسنا

پرشن :۔ ہندو (سناتن دھرمی) سُورج کی اُپاسنا کرتے ہیں۔ اُس کو وِشنو کا سروپ سمجھتے ہیں۔ لیکن دوسرے لوگ اِس اُپاسنا کو جہالت خیال کرتے ہیں۔ کیونکہ سُورج بھی ہماری زمین کی طرح ایک سیارہ ہے۔ جو کہ جڑ ہے۔ کیا سُورج کی اُپاسنا ویدوں میں لکھی ہے؟ اور اِس سے ہمیں کیا لابھ ہو سکتا ہے۔ (شونارائین نئی دِلّی۔ مورخہ ۲۔۲۔۷۸)

اُتّر :۔ ہندو دھرم جس کو ویدک سناتن دھرم کہا جاتا ہے۔ وہ ایک مکمل دھرم ہے۔ جس میں پُرش اور پرکرتی کا تمام گیان موجود ہے۔ ہمارے ہاں اٹھارہ وِدیائیں ہیں، چار وید، چار اُپ وید، چھ ویدانگ، پوران، نیائے، میمانسا اور دھرم شاستر۔

چار وید :۔ (۱) رگ (۲) یجر (۳) سام اور (۴) اتھرو۔

چار اُپ وید :۔ ۱۔ آیوروید (علمِ حکمت) ۲۔ دھنروید (علمِ جنگ) ۳۔ گاندھرو وید (علمِ موسیقی) ۴۔ ارتھ وید (علمِ دولت)

چھ ویدانگ :۔ (۱) شکشا (۲) کلپ (۳) ویاکرن (۴) نروکت (۵) جیوتش (۶) پنگل۔

پوران :۔ یہ گنتی میں اٹھارہ ہیں۔ جو کہ مہرشی وید ویاس جی کے بنائے ہُوئے ہیں۔ (۱) برہم (۲) پدم (۳) وِشنو (۴) شو (۵) بھاگوت (۶) نارد (۷) مارکنڈے (۸) آگنیہ (۹) بھوشیہ (۱۰) برہم وِورت (۱۱) لِنگ (۱۲) واراہ (۱۳) برھمانڈ (۱۴) کالکا وغیرہ۔

اٹھارہ اُپ پوران ہیں۔ جن میں بعض ویاس جی کے ہیں اور بعض پاراشر وغیرہ سُورگیہ مُنیوں کے بنائے ہُوئے ہیں۔

نیائے :۔ گوتم رِشی کا شاستر ہے۔ اِس میں دلیل (بحث مباحثہ) زیادہ ہے۔ اِس سے آدمی کی عقل تیز ہوتی ہے۔

میمانسا :۔ میمانسا کی دو قسمیں ہیں (۱) دھرم میمانسا (۲) برہم میمانسا ——— دھرم میمانسا کے بارہ ادھیائے ہیں۔ اِن کا مصنّف مہرشی جیمنی ہے۔ اِن میں کرم کرنے کا طریق بتایا ہے۔ جس سے انتہ کرن کی شُدھی ہوتی ہے۔

دھرم شاستر :۔ منُو، یاگیہ ولکیہ، انگرا، وشِشٹھ، گوتم، شنک، برہسپتی، ویاس، کاتیائن، دیول، نارد وغیرہ سُورگیہ مُنیوں کی تصنیف ہیں۔ انھوں نے وید کی تعلیم کے مُطابق سمرتیاں بنائی ہیں، اور انہیں ہی دھرم شاستر کا نام دِیا ہے۔ وِیاس جی کی تصنیف مہابھارت اور بالمیکی جی کی رامائن ہے۔ یہ دونوں بھی دھرم شاستر میں شامل ہیں۔

مندرجہ بالا دھرم گرنتھوں میں بلکہ اُپنشدوں میں بھی سُورج دیوتا کی اُپاسنا کا وِدھان ہے۔ سُورج کو ایک آگ کا گولہ سمجھنے والے سائنس دان رُوحانی علم سے بے بہرہ ہیں۔ لیکن ہمارے رِشی مُنی بھوت بھوشیت اور ورتمان تینوں کالوں کو جاننے والے تھے۔ وہ سروگیہ اور پُورن یوگی تھے۔ اُنہوں نے جو بھی گیان حاصل

کیا۔ وہ سمادھی اوستھا میں بیٹھ کر (یعنی ایشور کے ساتھ ایک میک ہو کر گیا) اُن کے پاس دو دِویہ شکتیاں تھیں۔ جیسے کہ مہا بھارت کو لکھتے وقت مہرشی وید ویاس جی نے ردھی سدھی کے داتا گنیش جی کا آواہن کیا۔ خود تو سمادھی میں بیٹھے اور شلوک بولتے گئے۔ اُدھر گنیش جی اُن کو قلمبند کرتے گئے۔ اور مہا بھارت ایک لاکھ شلوکوں کا پانچواں وید تیار ہو گیا۔ جس میں دُنیاوی اور رُوحانی۔ گویا ہر پرکار کا علم موجود ہے۔

دھرم شاستروں سے ہی ہمیں پنچ اگنی وِدّیا کا گیان ملتا ہے۔ جس سے جیوڑں کا جنم اور مرنے کے بعد کی گتی کا تمام علم میسر ہوتا ہے۔

چھاندوگیہ اُپنشد کے ۱۹ اُنیسویں کھنڈ میں۔ سُورج کی برہم رُوپ سے اُپاسنا کرنے کا وِدھان ہے سُورج کو برہم کہا ہے۔ جو سُورج کی اُپاسنا کرتا ہے، وہ ہمیشہ خوشحال رہتا ہے۔ تندرست رہتا ہے۔ غریبی (کنگالتا) اُس کے نزدیک نہیں آتی۔ اُس کو کبھی آنکھوں کا روگ نہیں ہوتا۔

سُورج طلُوع ہونے سے پیشتر انسان کو چاہیئے کہ اِشنان، دھیان، سندھیا وغیرہ نتیہ کرم سے فارغ ہو کر سُورج کو نمسکار کرے۔ پھر آنکھوں کو جھپکے بغیر مسلسل چند منٹ اُس کی طرف دیکھے اور یہ منتر پڑھے:۔

ॐ ह्रां ह्रीं ह्रूं ह्रैं ह्रौं ह्रः सूर्य मूर्त्यै स्वाहः ॥

اوںگ ہرانگ ہرینگ ہرونگ ہرَینگ ہرَونگ ہرا سُوریہ مُرتیے سواہا ـــــ یا

گائیتری منتر کا جاپ کرے۔ گائیتری منتر کا بھی سُورج سے سمبندھ ہے۔

ॐ भूर्भवः स्वः तत्सवितुर्वरेण्यं ।

भर्गो देवस्य धीमहि धियो यो नः प्रचोदयात ॥	ऋगवेद संहिता ६२-१०

بھاوارتھ:۔ ہم اُس سب سے اُتم شریشٹھ اور مہان دیوتا کے پرکاش کا دھیان کرتے ہیں۔ وہ ہمیں یتھارتھ گیان کی پراپتی کے لئے بُدھی پروان کرے۔

اشنان وغیرہ کر کے سُورج اُدے (نکلنے) کے سمے گائیتری منتر پڑھ کر سُورج بھگوان کو جل کی انجلی دی جاتی ہے۔ کیونکہ ہماری آنکھوں کا دیوتا سُورج ہے۔ گویا سُورج ہی ہماری آنکھ ہے۔ سُورج میں ساتوں رنگ موجود ہیں۔ جس میں سُورج کی ساتوں کرنیں پراپت ہو کر نہیں لوٹتی۔ وہ کالا رنگ ہوتا ہے۔ جہاں سے اُس کی ساری کرنیں لوٹ آتی ہیں، وہ سفید رنگ ہوتا ہے۔ تب جس رنگ کی کرنیں ہمارے شریر و آنکھوں میں کم ہوتی ہیں۔ سُورج کے سامنے جل ڈالنے سے وہ ہی مفید کرنیں ہمارے شریر و آنکھ میں پراپت ہو جاتی ہیں، اور کمزوری دُور ہو جاتی ہے۔

سُوریہ کی کرنیں جل پر فوراً پربھاؤ ڈالتی ہیں۔ اِس لئے منتر پڑھ کر جل کا اَرگھ دیا جاتا ہے۔ ہمارے سواستھ کا سمبندھ سُورج سے ہے۔ سُورج ہماری چکتسا (علاج) ہے اُس کی دھوپ سے کئی بیماریوں کے جراثیم مر جاتے ہیں۔ سُوریہ منڈل کا ابھیمانی دیوتا ہمیں پرسنتا اور خوشی دیتا ہے۔ روزانہ سندھیا کا سُورج سے سمبندھ رکھا گیا ہے۔ مکھیہ سندھیا تو گائیتری کا جاپ (ساوتری جاپ) ہی ہے۔

ساوتری۔ سوبتا کی رچا کا ہی نام ہے، اور سوبتا سے سوریہ تتھا سوریہ منڈل ابھیمانی دیو اِشٹ ہوتا ہے۔ جب ہم نے سوبتا کا دھیان کرنا ہے، تب ارگھ اُپستھان بھی تو اُسی کا کرنا چاہیئے۔

सूर्य आत्मा जगतस्तस्थुषश्च (यजु० ७-४२)

اس منتر میں سُورج کو ستھاور اور جنگم تمام پدارتھوں کا آتما مانا گیا ہے۔ اسی لئے

जीवेम शरदः शतम् (यजु० ३६/२४)

اس یجُروید کے منتر سے سّو ورش جینے کی، شت ورش بولنے سُننے کی پرارتھنا بھی اِس سُورج سے کی جاتی ہے۔ اس میں رہسیہ یہ ہے کہ جو اُوشما ہمارے جیون کو دھارن کرتی ہے۔ وہ ہمیں سُورج سے پراپت ہوتی ہے۔ اگر وہ اُوشما ہمارے شریر میں قائم رہ جاوے، تو ہم کم سے کم چار سو ورش تک جی سکتے ہیں۔ یہ ایک امریکہ کے سائینس دان کا کتھن ہے۔ وہ اُوشما ہمیں سُورج سے ہی پراپت ہوتی ہے۔ گویا سُورج ہی ہماری زندگی ہے۔ سُوریہ نہ ہونے سے ہی پرلے میں اُوشما کے نہ رہنے سے سبھی ستھاور جنگم نشٹ ہو جاتے ہیں۔

سُورج اپنی روشنی سے تمام دُنیا میں اندھیرے کو دُور کرتا ہے۔ اور اس کی کرنوں کی حرارت سے ہر قسم کی بیماری کے جراثیم خُود بخُود مر جاتے ہیں، اور انسان تندرست رہتا ہے۔ دھوپ سے اناج کی فصلیں پک کر تیار ہوتی ہیں۔ جس کو انسان کی پرورش ہوتی ہے۔ اِن اوصاف کی وجہ سے آریہ لوگ اس کو دیوتا سمجھ کر اس کی پرستش کرتے ہیں۔ گیتا میں بھگوان نے سُورج کو اپنا رُوپ ہی بتایا ہے۔ ادھیائے ۹، شلوک ۱۹

तपाम्यहमहं वर्षं निगृह्णाम्युत्सृजामि च।
अमृतं चैव मृत्युश्च सदसच्चाहमर्जुन ॥ १९

ارتھ:- میں ہی سُورج رُوپ سے تپتا ہُوں۔ ورشا کا آکرشن کرتا ہُوں۔ اور اُسے برساتا ہُوں۔ ہے ارجن! میں ہی امرت اور مرتیو ہوں، اور ست است بھی میں ہی ہُوں۔

سُورج:- بھگوان نارائن کا سروپ ہے۔ کیونکہ سنسار کی اُتپتی، پالنا اور پرلے اسی سے ہوتی ہے۔ جب پرلے کا وقت آتا ہے، تب سُورج اپنی مریادا کو چھوڑ دیتا ہے، اور اس کی تپش سے سنسار آگ کی طرح تپنے لگتا ہے اور جب یہ اپنی نُورانی کرنوں کو اپنے میں جذب کر لیتا ہے، تو ناقابل برداشت سردی شروع ہو جاتی ہے۔ سب جیوؤں میں حرارت غریزی ختم ہو جاتی ہے اور پاچن شکتی کے نہ رہنے سے شریر مُردہ ہو جاتا ہے۔

بھگوان سُورج:- گیان کے داتا ہیں۔ ہنُومان جی نے ان کو ہی اپنا گُرو دھارن کر کے گیان حاصل کیا تھا۔ گیان لیتے وقت سُورج کی طرف ہی شری ہنُومان جی کا مُنہ رہا۔ پیٹھ نہیں کی، اور سُورج کی گتی کے ساتھ ساتھ اُلٹے پاؤں چلتے رہے ہنُومان چالیسہ میں سنت تلسی داس جی نے لکھا ہے کہ جب یہ ابھی بالک ہی تھے، تو سُورج کو نمودار ہوتے سمے ایک سُرخ رنگ کا پھل سمجھا۔ اور اُس کی طرف لپک کر ہزاروں

میلوں کی دُوری کو ایک اُڑان میں ہی طے کر گئے۔ (آخر وایو دیوتا کے پُتر تھے ان کے لیئے یہ کونسا مشکل کام تھا) جب سُورج کو مُنہ میں ڈال لیا۔ تو تمام سنسار میں اور دیولوک میں اندھیرا چھا گیا۔ دُنیا کے سب کام ٹھپ ہو گئے۔ تمام دیوتاؤں اور منشوں نے ہنومان جی کی اُستتی کی، اور اُن کی پرارتھنا سویکار کر کے سُورج کو مُنہ سے باہر نکال دیا۔

جگ سہسر یوجن پر بھانو ؛ لیلیو تاہی مدھر پھل جانو

اُس وقت لوگوں کو سُورج کی قدر معلُوم ہُوئی۔ کیونکہ جب کسی چیز کا ابھاو ہوتا ہے۔ تبھی اُس کی قدر و قیمت کا اندازہ ہوتا ہے۔ پرماتما نے ہمیں آکاش، وایو، اگنی جل اور پرتھوی۔ پانچوں تتو مفت میں ہی دے رکھے ہیں۔ اس لیئے عام آدمی ان کی قدر نہیں جانتے۔ سناتن دھرم کے انویائی آگ، پانی، مٹی، ہوا کو پرتکش دیوتا مانتے ہیں، اور ان سب کی دیو رُوپ میں پُوجا کرتے ہیں۔ ذرا غور کیا جاوے، تو معلُوم ہوگا۔ کہ اگر پرتھوی نہ ہو، اور سب جل ہی جل ہو جاوے، تو جیو کہاں ٹھہریں۔ وشنو بھگوان جب نراکار سے ساکار رُوپ میں پرگٹ ہوئے تو پرتھوی کی جگہ شیش ناگ پر اپنا آسن جمایا۔ اپنی مایا لکشمی کو بھی ساتھ لیا۔ اُس کے بعد برہما کو اپنی نابھی سے اُتپن کیا۔ اور اُس کے دوارہ تمام سرشٹی کا نرمان ہُوا۔ اسی طرح ہر کلپ کے بعد سرشٹی بنتی اور بگڑتی ہے۔ بھگوان وشنو خود سُورج کے رُوپ میں پرگٹ ہوتے ہیں۔ اس لیئے سُورج کی اُپاسنا (اُستتی) ہر منش کا کرتویہ ہے۔ یہ ایشور کا پرتکش ساکار رُوپ ہے۔ گیتا میں بھگوان نے سُورج اور چندرما کو اپنی دو آنکھیں بتایا ہے۔ وراٹ رُوپ میں پرتھوی بھگوان کے پاؤں ہیں۔ چاروں اطراف (دشائیں) گویا بازو ہیں۔ نرلوک (سُورگ وغیرہ) سر ہے۔

آریہ سماج کے پرسدھ نیتا شری سوامی پربھو آشرت جی مہاراج نے ایک النکارک کہانی قلمبند کی ہے۔ جس سے اُن کی سُورج بھگوان پر شردھا پرگٹ ہوتی ہے۔

کہانی

ایک (مغرب زدہ) ساہوکار کا لڑکا روزانہ سُورج نکلنے کے بعد چارپائی سے اُٹھتا اور کنوئیں پر جا کر مُنہ سُورج کی طرف کر کے داتن کرتا۔ ایک بُوڑھا بزرگ جو ذات رشتہ میں اُس کا دادا تھا۔ نے ایک دن اُس لڑکے کو نصیحت کی کہ۔ بیٹا! پُورب کی بجائے پشچم کی طرف ——— دھیان کر کے داتن کرنی چاہیئے۔ نیز پیشاب وغیرہ بھی سُورج، گئو، استری، براہمن، بزرگ، گویا کسی کے سامنے ننگے ہو کر نہیں کرنا چاہیئے۔ اور نہ ہی پشوؤں کی طرح کھڑے ہو کر پیشاب کرنا چاہیئے۔ (سُورج کی طرف مُنہ کر کے پیشاب کرنے سے آدھے سر کی درد لاحق ہو جاتی ہے۔ جو کہ کئی بار ناقابل برداشت ہوتی ہے، اور اُس کا کوئی علاج نہیں ہو سکتا۔)

نوجوان: کہاں لکھا ہے؟

دادا :۔ وید شاستروں میں۔

نوجوان :۔ کیا کبھی وید شاستر پڑھے بھی ہیں ؟

دادا :۔ میں تو ان پڑھ ہوں۔ لیکن اپنے بزرگوں سے ایسا سنتا آ رہا ہوں۔ نیز شام کو پرانوں کی کتھا سنتا ہوں۔ جن سے ایسی باتیں مل جاتی ہیں۔

نوجوان :۔ ایسی تھوتھی باتوں کو آجکل کوئی نہیں مانتا۔ یہ سب گپوڑے ہیں، اور لوگوں کو ڈرانے کے لئے برہمنوں نے ایسے ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں۔

دادا :۔ اچھا بابا تم جانو تمہارا کام، مانو گے تو سکھی رہو گے۔ نہ مانو گے تو دکھی۔ بزرگوں کا کہنا ہم مانتے آ رہے ہیں۔ اس لئے ہماری صحت بھی اچھی ہے اور من کو شانتی بھی ہے۔ تم اگر دوسری طرف منہ کرکے داتن کر لو، تو کیا حرج ہے۔ سورج دیوتا ہے۔ اس کو نمسکار ہی کرنی چاہیئے۔

نوجوان :۔ اس وہم پرستی کو تو ہم نے دور کرنا ہے۔ اب تو ہمیشہ ہی میں سورج کی طرف دھیان کرکے دیدہ دانستہ داتن اور پیشاب کیا کروں گا۔ تم جسے بھگوان مانتے ہو۔ ہم اسے جڑ (آگ کا گولہ) مانتے ہیں۔

نوجوان روزانہ ویسا ہی کرتا رہا۔ ایک دن ایک ودوان ویاکرن آریہ سماج کے پنڈت نے اسے ایسا کرتے دیکھا، اور کہا کہ بیٹا! سورج نکلنے سے پہلے اٹھنا چاہیئے۔ اور داتن وغیرہ بھی سورج کے سامنے بیٹھ کر نہیں کرنی چاہیئے۔ اگر ایسا کیا جاوے تو جب حلق میں داتن مارا جاتا ہے، تب آنکھوں سے پانی نکلتا ہے۔ اگر اس سمے کھلی آنکھ میں سورج کی کرن سپرش کرے۔ تو موتیا بند ہو جاتا ہے، اور ہم ہندو لوگ اس تتو کو جانتے ہیں۔ اس لئے اپنی اولاد کو کہہ دیتے ہیں کہ ایسا کام کرنا پاپ ہے۔

تب نوجوان کی سمجھ میں آیا کہ دادا ٹھیک کہتا تھا۔ کہ پاپ ہے۔

سُورج اُپاسنا کے منتر

مہرشی ویدویاس جی نے شری سُوریہ سہسر نام ستوتر لکھا ہے جو کہ سنسکرت شلوکوں میں ہے۔ اور گیتا پریس گورکھپور والوں نے چھپوایا ہے۔ سنسکرت پڑھے لکھے اصحاب ان سے منگوا کر لابھ اُٹھا سکتے ہیں۔ ہم یہاں بھگوان سُورج کے چند آسان منتر درج کرتے ہیں اور آٹھ شلوکوں کی اُستتی بھی درج کر کے اِس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔

سُوریہ بھگوان کے یہ منتر مُکتی اور بھگتی دونوں دینے والے ہیں۔ سُوریہ بھگوان کی ارادھنا سے وِدّیا اور دھن دھانیہ کی پراپتی ہوتی ہے۔ دردرتا (غریبی) کا ناش ہوتا ہے۔ شریر کے تمام روگ دُور ہوتے ہیں۔

منتر نمبر ۱:- ॐ श्रीं विद्यां किली किलि कटकेष्ट सर्वार्थ साधनाय स्वाहा ॥

اونگ شرینگ وِدیانگ کلی کلی کٹکیشٹ سَروارتھ سادھنائے سواہا۔

منتر نمبر ۲:- ॐ श्रीं ह्रीं ह्रः हं सः सूर्याय नमः स्वाहा ॥

اونگ شرینگ ہرینگ۔ ہراہ۔ ہنگ ساہ۔ سُوریائے نمہ سواہا۔

منتر نمبر ۳:- ॐ श्रीं ह्रां ह्रीं ह्रूं ह्रैं ह्रौं ह्रः सूर्य मूर्त्तये स्वाहा ॥

اونگ شرینگ۔ ہرانگ۔ ہرینگ۔ ہرُونگ۔ ہرَینگ۔ ہرَونگ۔ ہراہ۔ سُوریہ مُورتیے سواہا

منتر نمبر ۴:- ॐ श्रीं ह्रीं खं खः लोकाय सर्व मूर्त्तये स्वाहा ॥

اونگ شرینگ ہرینگ کھنگ۔ کھاہ۔ لوکائے۔ سَرو مُورتیے سواہا۔

منتر نمبر ۵:- ॐ हूं मार्तंडाय स्वाहा — اونگ ہُونگ مارتنڈائے سواہا۔

منتر نمبر ۶:- ॐ नमो भगवते सूर्याय स्वाहा । — اونگ نمو بھگوتے سُوریائے سواہا۔

منتر نمبر ۷:- ॐ सर्वात्मने सूर्याय नमः स्वाहा ॥ — اونگ سَرو آتمنے سُوریائے نمہ سواہا۔

منتر نمبر ۸:- ॐ अक्षय तेजसे नमः स्वाहा ॥ — اونگ اکھشے تیجسے نمہ سواہا۔

مندرجہ بالا منتروں میں سے جو آسان نظر آئے۔ اُس کی پانچ مالا اشنان کرنے کے بعد جاپ کرنے سے وِدّیا۔ دھن کی پراپتی، کاروبار میں سپھلتا، شریر کی اروگیتا، سنسار میں مان اور عزت۔ گویا ہر پرکار کے سُکھ ملتے ہیں۔ (باقی پھر)

وشنو سہسر نام
(مسلسل)
سلسلہ کیلئے دیکھیں پرچہ مارچ ۷۸ء صفحہ ۱۷ تا ۲۴

از قلم :- پنڈت وشوناتھ جی شاستری

सत्ववान् सात्विक: सत्य: सत्यधर्मपरायण: ।
अभिप्राय: प्रियहोऽर्ह: प्रियकृत् प्रीतिवर्धन: ॥ १०६ ॥

ستووان ساتوکہ : ستیہ : ستیہ دھرم پرائنہ :
ابھی پرایہ : پریا رہوارہہ : پریہ کرت پریتی وردھنہ : ۱۰۶

۸۶۷ ۔ ستووان :- شوُریہ شالی اتھوا پربھاوشالی　　۸۶۸ :- ساتوکہ ۔ ستوگنی

۸۶۹ ۔ ستیہ :- سجنوں کے پکش پاتی ۔ اتھوا ستیہ سرُوپ

۸۷۰ ۔ ستیہ دھرم پرائنہ :- سچائی اور دھرم کے پکش پاتی ۔

۸۷۱ ۔ ابھی پرایہ :- مُمکشو لوگ جن کو چاہتے ہیں ۔ اتھوا جن میں جگت لین ہوتا ہے ۔

۸۷۲ ۔ پریا رہہ :- پریہ وستو دینے یوگیہ　　۸۷۳ ۔ ارہہ :- پوجنیہ = پوجا یوگیہ ۔

۸۷۴ ۔ پریہ کرت :- بھگتوں کا پریہ کرنے والے ۔

۸۷۵ ۔ پریتی وردھنہ :- پریم کو بڑھانے والے ۔　　(اشلوک ۱۰۶)

پرارتھنا :- (پریتی وردھنہ :-) ہے پربھو تم ! آپ ہی تو پریم کو بڑھانے والے ہیں ۔ پریم بھگتی کو آپ خود کرپا کر کے بڑھائینگے ۔ وہ شُدھ پریم آپ ہی کی دیا سے پراپت ہوگا ۔ اگر ہم اس کے قابل نہیں ہیں تو قابل بھی تو آپ ہی بنانے کی کرپا کریں گے ۔ ہم تو آشا باندھے بیٹھے ہیں ۔

विहायसगतिर्ज्योति: सुरुचिर्हुतभुग् विभु: ।
रविर्विरोचन: सूर्य: सविता रविलोचन: ॥ १०७ ॥

وہائے سگتر جیوتی ہ : سُرُچر ہُت بُھگ وِبھوہ :
رور ورو چنہ : سوُریہ سوِتا روی لوچنہ : ۔ ۱۰۷ ۔

۸۷۶ ۔ وہائے سگتی ہ :- آکاش ہے گتی یعنی گمن ستھان جن کا　۸۷۷ ۔ جیوتی ہ :- سوئیم پرکاش روپ

۸۷۸ ۔ سُرُچی ہ :- سُندر پرکاش والے ۔ اتھوا سُندر اِچھا والے ۔

۸۷۹ ۔ ہُت بھک :- ہون کئے ہوئے کو کھانے والے سرو دیو سوروپ ۔　۸۸۰ ۔ وِبھوہ :- سرو ویاپک

۸۸۱ ۔ روی ہ :- پرتھوی کے رس جل کو کھینچنے والے سورج سروپ　(۸۸۲) وِروچنہ :- انیک روپ سے پرکاش مان ۔

۸۸۳ ۔ سوُریہ :- شوبھا والے ۔ اتھوا لوگوں کو کرم میں پریرنا کرنے والے سورج روپ ۔

۸۸۴ ۔ سوِتا :- سارے جگت کو پیدا کرنیوالے (۸۸۵) روی لوچنہ :- سورج جن کا نیتر ہے ۔ ورات روپ بھگوان (شلوک ۱۰۷)

پرارتھنا :- (وِبھوہ :-) ہے سرو ویاپک پربھو ! ذرّے ذرّے میں (اُنو اُنو میں) مجھے درشن دینے کی کرپا کیجئے ۔

अनन्तो हुतभुग् भोक्ता सुखदो नैकजोऽग्रजः ।
अनिर्विण्णः सदामर्षी लोकाधिष्ठानमद्भुतः ॥ १०८ ॥

اننتو ہُت بُھگ بھوکتا سُکھدو نیک جو گرجہ :
انروِنّہ : سدامرشی لوک ادھشٹھان مد بھُوتہ : ۱۰۸۔

۸۸۶۔ اننتہ :۔ نتیہ اور سرو ویاپک ہونے کے کارن دیش۔ کال سے لامحدود۔ ارتھات، جن کا کسی طرح بھی انت نہیں پایا جاسکتا۔

۸۸۷۔ ہُت بھک :۔ ہون کئے ہوئے چرو وغیرہ کو کھانے والے۔

۸۸۸۔ بھوکتا :۔ بھوگیہ (بھوگی جانے والی) پرکرتی کا بھوگ کرنے والے (۸۸۹)

۸۸۹۔ سُکھدہ :۔ پرم سُکھ = موکش کو دینے والے۔ اتھوا دُکھ کو ناش کرنے والے۔

۸۹۰۔ نیکجہ :۔ دھرم کی رکھشا کے لئے انیک بار جنم لینے والے۔

۸۹۱۔ اگرجہ :۔ ہرنیہ گربھ روپ سے سب سے پہلے پیدا ہونے والے۔ ۸۹۲۔ انروِنّہ :۔ نرویدہ = دُکھ سے رہت

۸۹۳۔ سدامرشی :۔ ست پُرشوں پر کِشما کرنے والے۔ اتھوا پاپ کے سدا مخالف۔

۸۹۴۔ لوک ادھشٹھانم :۔ سارے جگت کو سہارا دینے والے۔

۸۹۵۔ ادبھتہ :۔ ادبھت شکتی والے۔ اتھوا ادبھت سروپ والے (شلوک ۱۰۸)

सनात् सनातनतमः कपिलः कपिरव्ययः ।
स्वस्तिदः स्वस्तिकृत् स्वस्ति स्वस्तिभुक् स्वस्ति दक्षिण ॥ १०९ ॥

سنات سناتن تمہ : کپلہ : کپی ربیہ یہ :
سوستی دہ : سوستی کرت سوستی سوستی بُھک سوستی دکشنہ : ۱۰۹۔

۸۹۶۔ سنات :۔ اننت کال سروپ ۸۹۷۔ سناتن تمہ :۔ برہما وغیرہ سے بھی پرانے۔

۸۹۸۔ کپلہ :۔ بڑواگنی روپ سے کپل ورن = پیلے رنگ والے۔

۸۹۹۔ کپی ہ :۔ جل کو پینے والے ارتھات کرنوں کے ذریعہ جل کھینچنے والے۔ سورج روپ۔ اتھوا وراہ روپ۔

۹۰۰۔ اپیہ یہ :۔ پرلے کال، میں جن میں سارا جگت سما جاتا ہے۔

۹۰۱۔ سوستی کرت :۔ کلیان دینے والے۔ ۹۰۲۔ سوستی کرت :۔ کلیان کرنے والے۔

۹۰۳۔ سوستی۔ کلیان سروپ۔ منگل سروپ

۹۰۴۔ سوستی بُھک :۔ کلیان کے بھوگنے والے۔ بھگتوں کو کلیان کا بھوگ کرانے والے۔

۹۰۵۔ سوستی دکشنہ :۔ سمرن کرنے ماتر سے کلیان کرنے والے۔

(شلوک ۱۰۹)

अरौद्र: कुण्डली चक्री विक्रम्यूर्जितशासन: ।
शब्दातिग: शब्द सह: शिशिर: शर्वरीकर: ॥ ११० ॥

اَرَوُ درہ : کُنڈلی چکری وِکرُمیُور جت شاسنہ :
شبد اَتِگہ : شبد سہہ : ششِرہ : شروری کرہ : ۔ ۱۱۰ ۔

۹۰۶ ۔ ارؤ درہ :۔ راگ دویش۔ پاپ وغیرہ سے رہت

۹۰۷ ۔ کنڈلی :۔ شیش ناگ رُوپ سے کنڈلی مارے ہوئے ۔ اتھوا کانوں میں مکر (مچھلی جیسے) کُنڈل دھارن کرنے والے ۔

۹۰۸ ۔ چکری :۔ سارے جگت کی رکھشا کے لئے (من ستتو روپ) سُدرشن چکّر کو دھارن کرنے والے ۔

۹۰۹ ۔ وِکری :۔ شوُریہ شالی ۔ بہادر

۹۱۰ ۔ اُرجت شاسنہ :۔ زبردست ہے ویدروپ شاسن جن کا ۔

۹۱۱ ۔ شبد اتگہ :۔ شبد سے جن کو نہیں کہہ سکتے ۔ وانی کی طاقت سے باہر ۔

۹۱۲ ۔ شبد سہہ :۔ وید رُوپی شبد جن کا (پرتی پادن) اظہار کرتے ہیں ۔

۹۱۳ ۔ ششِرہ :۔ دُکھوں کو شانت کرنے کے کارن شانت ارتوُ سروپ (جیسے شیتل ششِر ارتو ہوتی ہے ۔ شانت)

۹۱۴ ۔ شروری کرہ :۔ گیانیوں کے لئے سنسار کو راتری بنا دینے والے ۔ اتھوا چندر رُوپ (شلوک نا۱۱)

अक्रूर: पेशलो दक्षो दक्षिणा: क्षमिणां वर: ।
विद्वत्तमो वीतभय: पुण्यश्रवण कीर्तन: ॥ १११ ॥

اکرورہ : پیش لو دکشو دکشنہ : کشمی نام ورہ :
وِدوتمو وِیت بھیہ : پُنیہ شروَن کیرتنہ : ۔ ۱۱۱ ۔

۹۱۵ ۔ اکرُورہ :۔ کرودھ رہت ۹۱۶ ۔ پیش لہ :۔ کرم ۔ من ۔ وانی اور شریر سے سُندر

۹۱۷ ۔ دکشہ :۔ تھیگھر کاری ۔ چتُر ۹۱۸ ۔ دکشی نہ :۔ مہاچتُر ۹۱۹ کشمی نام ورہ :۔ معاف کرنے والوں میں افضل ۔

۹۲۰ ۔ وِدُوتمہ :۔ سب سے بڑے وِدوان ۔ سب کچھ جاننے والے ۔

۹۲۱ ۔ ویت بھیہ :۔ نتیہ مُکت ہونے سے نِربھے ۔

۹۲۲ ۔ پُنیہ شروَن کیرتنہ :۔ جن کے گنوں کا شروَن یعنی سُننا ۔ اتھوا کیرتن کرنا پُنیہ دینے والا ہے ۔ (شلوک ۱۱۱)

پرارتھنا :۔

پُنیہ شروَن کیرتنہ :۔ ہے دیامے ! آپ کے پرم پوِتر ناموں کا نرنتر کیرتن میری جیبھا کرتی رہے ۔
میرے کان سدا آپ کے پرم پاون نام ۔ لیش ۔ گن ورنن سُننے میں لگے رہیں ۔ اور باقی اِندریاں
بھی آپ ہی کی سیوا میں لگی رہیں ۔

उत्तारणो दुष्कृतिहा पुण्यो दुःस्वप्ननाशनः।
वीरहा रक्षणः सन्तो जीवनः पर्यवस्थितः ॥ ११२ ॥

اُتّارنو دُشکرتی ہا پُنیو دُہ سوپن ناشنہ :
ویرہا رکشنہ : سنتو جیونہ : پرَیوَستھتہ ۔ ۱۱۲ ۔

۹۲۳ ۔ اُتّارنہ :۔ سنسار ساگر سے پار اُتارنے والے ۔

۹۲۴ ۔ دُشکرتی ہا :۔ پاپ کو ناش کرنے والے ۹۲۵ ۔ پُنیہ :۔ پُنیہ دینے والے اتھوا پُنیہ سوروپ ۔

۹۲۶ ۔ دُسوپن ناشنہ :۔ سمرن ماتر سے خواب کے بُرے پھل کو ناش کرنے والے ۔

۹۲۷ ۔ ویرہا ۔ مُمکشوؤں کو مکتی دے کر اُن کے انیک دُنیاوی دھندوں کو نشٹ کرنے والے ۔

۹۲۸ ۔ رکشنہ :۔ رکھشا کرنے والے ۔

۹۲۹ ۔ سنتہ :۔ ودیا اور ونے (عاجزی) کے وچار کے لئے ست پُرش سروپ ۔

۹۳۰ ۔ جیونہ :۔ پران روپ سے سب کو زندہ رکھنے والے ۔

۹۳۱ ۔ پریوستھتہ :۔ سب جگہ دیاپت ۔ (شلوک ۱۱۲)

پرارتھنا :۔ (دُس سوپن ناشنہ :۔) پربھو! یہ تو ٹھیک ہے ۔ آپ سوپن کے بُرے پھل کو ناش کرنے والے ہیں ۔ یہ آواگون سنسار ہیں تو جیو کے لئے طویل (دیرگھ ۔ لمبا) دُس سوپن (بدخواب) ہی ہے ۔ اِس سے بھی چھٹکارا دلانے کی کرپا کریں ۔

अनन्तरूपोऽनन्तश्री र्जितमन्युर्भयापहः।
चतुरस्त्रो गभीरात्मा विदिशो व्यादिशो दिशः ॥ ११३ ॥

اننت رُوپو اننت شری رجت من یُر بھیا پہہ ؛
چتُر سترو گھویراتما وِدِشو ویادِشو دِشہ ۔ ۱۱۳ ۔

۹۳۲ ۔ اننت روپہ :۔ اننت (لاتعداد) رُوپوں والے ۹۳۳ ۔ اننت شری ؛ بے انت شوبھا والے

۹۳۴ ۔ جیت من یوہ :۔ جنہوں نے کرودھ کو جیت رکھا ہے ۔ ۹۳۵ ۔ بھیا پہہ :۔ سنسار بھے کو ناش کرنے والے ۔

۹۳۶ ۔ چتر سترہ :۔ دانا منصف (نیائے کرتا چتر) ۹۳۷ ۔ گھویراتما :۔ سنجیدہ (گمبھیر) ہے سوروپ جن کا ۔

۹۳۸ ۔ ودشہ :۔ ادھیکاریوں کو انیک پھل دینے والے ۔

۹۳۹ ویادشہ :۔ اِندر آدی کو انیک آدیش (آگیا) دینے والے ۔

۹۴۰ دِشہ :۔ سبھی کرم کرنے والوں کو کرم پھل دینے والے ۔ اتھوا وید رُوپ سے اشارہ کرنے والے (شلوک ۱۱۳)

پرارتھنا :۔ ہے پربھو! ہماری بُدھیوں کو پوتر کیجئے جس سے ہم سدا ست کرم (سچے شُدھ کرم) کیا کریں ۔ سدا آپ کے پیارے بھگت بننے کا یتن کرتے رہیں ۔

अनादिर्भूर्भुवो लक्ष्मीः सुवीरो रुचिराङ्गदः।
जननो जनजन्मादिर्भीमो भीमपराक्रमः॥ ११४॥

انادِر بھُور بھُوو لکشمی: سُوی رو رُچرا نگده :
جن نو جن جنمادِر بھیمو بھیم پراکرمہ : ۱۱۴۔

۹۴۱ - انادی ۵:۔ جن کا آد نہیں ۔ آغاز نہیں۔

۹۴۲ - بھُور بھوو :۔ پرتھوی کے بھی آشریہ (سہارا دیتے ہوئے)

۹۴۳ - لکشمی ۵:۔ لکشمی سوروپ ۔ اتھوا آتم وِدیا سوروپ ۔ ۹۴۴ - سُویرہ :۔ سُندر ویر

۹۴۵ - رُچرانگدہ:۔ سُندر انگد بھوشنوں والے ۔ ۹۴۶ - جن نہ :۔ سب کو پیدا کرنے والے۔

۹۴۷ - جن جنمادی ۵:۔ سب کے جنم کے مُول کارن ۹۴۸ - بھیمہ :۔ سُورج - چندر وغیرہ بھی جن سے ڈرتے ہیں۔

۹۴۹ - بھیم پراکرمہ :۔ دَیتیوں (راکھشسوں) کو بھے دینے والا ہے پراکرم جن کا (شلوک ۱۱۴)

پرارتھنا:۔ ناتھ ! یہ تو آپ کی اِچھا ہے میرے لئے کوئی بھی وِدھان کیجئے (کچھ بھی دیں سُکھ چاہے دُکھ) پر اتنی کرپا تو ضرور کیجئے کہ آپ کے ہر ایک وِدھان کو ٹھیک ہی سمجھا کروں ۔ اُس میں کبھی نیچ، کا بھاو (اُدے) پیدا نہ ہُوا کرے ۔

आधारनिलयो धाता पुष्पहासः प्रजागरः।
ऊर्ध्वगः सत्पथाचारः प्राणदः प्रणवः पणः॥ ११५॥

آدھار نِل یو دھاتا پُشپ ہاسہ : پرجا گرہ :
اُور دھوگہ : ست پتھا چارہ : پران دہ : پرنوہ : پنہ : ۱۱۵۔

۹۵۰ - آدھار نلیہ :۔ آدھاروں کے آدھار یعنی آسروں کے آسرے

۹۵۱ - دھاتا :۔ پرلے کال میں سب پرجاؤں کو اپنے میں دھارن کرنے والے ۔ اتھوا پی لینے والے۔

۹۵۲ - پشپ ہاسہ:۔ پھُولوں کے کھِلنے کی طرح پرپنچ رُوپ سے کھلے ہُوئے۔

۹۵۳ - پرجاگرہ :۔ ہمیشہ سا وِدھان (نِتیہ پربُدھا) ۹۵۴ - اُوردھوگہ :۔ سب سے اُوپر موجود ۔

۹۵۵ - ست پتھاچارہ :۔ اُتم مارگ پر چلانے والے ۔ اتھوا چلنے والے ۹۵۶ - پران دہ :۔ پران دینے والے

۹۵۷ - پرنوہ :۔ اونکار سوروپ ۔ اتھوا اونکار کے واچیہ[1]

۹۵۸ - پنہ :۔ سبھی ویوہاروں کے کارن ۔ اتھوا پُنیہ کرموں کے بدلے سُکھ دینے والے ۔ (شلوک ۱۱۵)

---

[1] تسیہ واچکہ : پرنوہ : (یوگ درشن) پرنو = اونکار ایشور کا واچک ہے۔

प्रमाणं प्राणनिलयः प्राणभृत प्राणजीवनः ।
तत्त्वं तत्त्वविदेकात्मा जन्ममृत्युजरातिगः ॥ ११६ ॥

پرمانم پران نل یہ : پران بھرت پران جیونہ :
تتوم تتو وِدے کاتما جنم مرتیو جرا تگہ : -۱۱۶-

۹۵۹- پرمانم - پرمان سوروپ = گیان سوروپ
۹۶۰- پران نل یہ :- پرانوں کے آدھار - اتھوا پران = اندریہ جن میں لین ہوتے ہیں - اتھوا پران = جیو جن میں لین ہوتا ہے
۹۶۱- پران بھرت :- پرانوں کا پالن کرتے - ۹۶۲- پران جیونہ :- پرانوں کے ذریعہ زندہ رکھنے والے - اتھوا پرانوں کا جیون چلانے والے -
۹۶۳- تتوم - تتو سوروپ - پرمارتھ سوروپ -
۹۶۴- تتو وت - تتو کو جاننے والے ۹۶۵- ایکاتما - ایک آتم سوروپ -
۹۶۶- جنم مرتیو جرا تگہ :- جنم مرن - بوڑھاپا وغیرہ تبدیلیوں (وکاروں) سے رہت (شلوک ۱۱۶)

پرارتھنا :- پربھو ! مورکھ (موڑھ) پرانیوں پر دیا کیجئے - جو اپنا کلیان لابھ خود نہیں جان رہے - اور گمراہ ہو کر بھٹک گھوم رہے ہیں - ہم سب کو سچا مارگ دکھلانے کی کرپا ضرور کیجئے سے

نین ہین کو راہ دکھلاؤ پربھو در در ٹھوکر کھاؤں میں -

भूर्भुवः स्वस्तरु स्तारः सपिता प्रपितामहः ।
यज्ञो यज्ञपतिर्यज्वा यज्ञाङ्गो यज्ञवाहनः ॥ ११७ ॥

بھور بھوہ : سوستر ستارہ : سپتا پرپتا مہہ :
یگیو یگیہ پتر یجوا یگیہ آنگو یگیہ واہنہ : -۱۱۷-

۹۶۷- بھور بھو سوسترہ :- بھوہ : بھوہ : سوہ : تینوں لوک سوروپ ورکش اتھوا تینوں لوکوں میں ورکش کی طرح ویاپت ہو کر قائم - ۹۶۸ :- تارہ :- سنسار ساگر سے تارنے والے -
۹۶۹- سپتا :- سب کے پتا - ۹۷۰- پرپتا مہہ :- برہما کے بھی پتا ۹۷۱- یگیہ :- یگیہ سوروپ
۹۷۲- یگیہ پتی ہ :- یگیہ کے سوامی ۹۷۳- یجوا :- یجمان سوروپ ۹۷۴- یگیہ آنگہ :- یگیہ جن کے انگ ہیں -
۹۷۵- یگیہ واہنہ :- یگیوں کو پری پورن کرنے والے (شلوک ۱۱۷)

پرارتھنا :- ناتھ ! میرا یہ جیون ایک یگیہ ہے - اس کا نروگھن شکھ شانتی سے سمپورن ہونا محض ایک آپ پر منحصر ہے - جبکہ آپ یگیہ پری پورن کرنے والے ہیں تو اس کو بھی پورا نبھانا ہوگا - سے

میری بھی نبھ جائے گی پربھو کے گن گانے سے

यज्ञभृद् यज्ञकृद् यज्ञी यज्ञ भुग् यज्ञ साधन: ।
यज्ञान्तकृद् यज्ञगुह्यमन्नमन्नाद एव च ॥ ११८ ॥

یگیہ بھرد یگیہ کرد یگیہ ای یگیہ بھگ یگیہ سادھنہ :
یگیہ انت کرد یگیہ گُہیہ من منن ناد ایو چ ۔ ۱۱۸ ۔

۹۷۶ - یگیہ بھرت :- یگیہ کے پالک ۔ ۹۷۷ - یگیہ کرت :- سرشٹی کے آغاز میں یگیہ کرنے والے ۔
۹۷۸ - یگیہ ای :- یگیوں میں پردھان ۹۷۹ - یگیہ بھگ :- یگیوں کو بھوگنے والے ۔
۹۸۰ - یگیہ سادھنہ :- یگیوں کو سدھ کرنیوالے ۹۸۱ - یگیہ انت کرت :- یگیوں کو سمپورن کرنے والے ۔
۹۸۲ - یگیہ گہیم :- گیان یگیہ سوروپ ۹۸۳ - انّم :- انّ سوروپ ۔
۹۸۴ - انّادہ :- انّ کھانے والے بھوگتا سروپ (شلوک ۱۱۸)

پرارتھنا :-
یگیہ انت کرت :- پربھو ! میرے اس کرم یگیہ کو سمپورن = سپھل کرنا آپ کے ہاتھ ہے ۔ اب دیا کیجئے ۔
میرے سارے کرم یگیہ کے روپ میں تبدیل ہو کر آپ کی پوجا (ارادھنا) کے انگ بن جائیں ۔ کوئی کام بھی دُنیاوی واسنا
سے دُوشت نہ رہے ۔

आत्मयोनि: स्वयंजातो वैखान: सामगायन: ।
देवकी नन्दन: स्रष्टा क्षितीश: पापनाशन: ॥ ११९ ॥

آتم یونی ہ : سویم جاتو ویکھانہ : سام گاینہ :
دیوکی نندنہ سترشٹا کشی تیشنہ : پاپ ناشنہ : ۔ ۱۱۹ ۔

۹۸۵ - آتم یونی ہ :- (جن کا دوسرا کوئی (اپادان = مادہ) کارن نہیں ۔
۹۸۶ - سویم جاتہ :- سویم اُتپن = جن کا نمت کارن (بنانے والا) نہیں ہے
۹۸۷ - ویکھانہ :- وراہ روپ سے پرتھوی کو کھودنے والے ۹۸۸ - سام گاینہ :- سام وید کا گاین کرنے والے ۔
۹۸۹ - دیوکی نندنہ :- دیوکی پتر = بھگوان شری کرشن ۹۹۰ - سترشٹا :- سب کو پیدا کرنے والے ۔
۹۹۱ - کشی تیشنہ :- پرتھوی کے ایش یعنی سوامی ۔ دشرتھ پتر شری رام بھگوان ۔
۹۹۲ - پاپ ناشنہ :- پاپوں کو ناش کرنے والے (شلوک ۱۱۹)

پرارتھنا :-
دیوکی نندنہ :- ہے دیوکی نندن شری کرشن ! ہم پوری آشا کئے بیٹھے ہیں کہ آپ ہمیں اس قید خانہ
(کاراگار) سے چھڑا دیں گے ہی ۔ آپ ماتا پتا کو چھڑانے کے لیے خود قید خانہ (جیل) میں پرگٹ ہوئے ۔
بھگت وتسل بھگون ! آپ دھنیہ ہیں

शङ्ख भृन्नन्दकी चक्री शार्ङ्गधन्वा गदाधरः।
रथाङ्गपाणि रक्षोभ्यः सर्वप्रहरणायुधः सर्वप्रहरणायुधः॥ १२०॥

شنکھ بھرن نندکی چکری شارنگ دھنوا گدا دھرہ:
رتھانگ پانی رکشوبھیہ: سروپرہرنا یدھا: سروپرہرنا یدھہ: ۔۱۲۰۔

اوم نمہ

۹۹۳۔ شنکھ بھرت :۔ پانچ جنیہ نامک شنکھ کو دھارن کرنے والے۔ اتھوا اہم تتو روپ شنکھ کو دھارن کرنے والے۔
۹۹۴۔ نندکی :۔ نندک نامی کھڑگ (تلوار) کو دھارن کرنے والے۔ اتھوا ودیا روپی کھڑگ کو دھارن کرنے والے۔
۹۹۵۔ چکری :۔ سنسار چکر جن کی آگیا سے (حکم سے) چلتا ہے۔ اتھوا من تتو روپ سدرشن نامی چکر کو دھارن کرنے والے۔
۹۹۶۔ شارنگ دھنوا :۔ اندریہ وغیرہ۔ اہنکار روپ دھنش یا شارنگ نامی دھنش کو دھارن کرنے والے۔
۹۹۷۔ گدا دھرہ :۔ بدھی تتو روپ یا کئوموددکی نامک گدا کو دھارن کرنے والے۔
۹۹۸۔ رتھانگ پانی :۔ رتھانگ یعنی چکر ہے ہاتھ میں جن کے۔
۹۹۹۔ اکشوبھیہ :۔ کشوبھ رہت۔ سدا آنند سروپ۔
۱۰۰۔ سروپرہرنا یدھا :۔ سبھی استر شستر جن کے ہتھیار (آیدھ) ہیں۔
(اس نام کا دوبارہ اچارن کرنا نام گنتا کی سماپتی سوچت کرتا ہے) (اشلوک نمبر ۱۲۰)

اوم نمہ

ہری اوم تت ست۔ ہری اوم تت ست۔ ہری اوم تت ست

इतीदं कीर्त्तनीयस्य केशवस्य महात्मनः।
नाम्नां सहस्त्रं दिव्यानामशेषेण प्रकीर्तितम्॥ १२१॥
य इदं शृणुयान्नित्यं यश्चापि परिकीर्त्तयेत्।
नाशुभं प्राप्नुयात् किञ्चित् सोऽमुत्रेह च मानवः॥ १२२॥
वेदान्तगो ब्राह्मणः स्यात् क्षत्रियो विजयी भवेत्।
वैश्यो धनसमृद्धः स्याच्छूद्रः सुखमवाप्नुयात्॥ १२३॥

وشنو سہسر نام مہاتمیہ

اتی دم کیرتنی یہ سیہ کیشوسیہ مہاتمنہ   نام نام سہسرم دویا نام شیشین پرکیرتی تم ۔۱۲۱۔

یے اِدم شُرنُیان نتیم یشچاپی پری کیرت ائیت
ناشُبھم پراپنُویات کنچت سوامُتریہہ پرچ مانوہ: ۔۱۲۲۔

ویدا نگو براہمنہ : سیات کشتریو وجبی بھویت
ویشیو دھن سمرِدھہ : سیاچ شودرہ : سُکھ مُواپنُیات ۱۲۳

ایکانت کیرتنیہ پرماتم دیو کا یہ دِویہ "سہسرنام" پُورن رُوپ سے کیرتن کر سماپت ہوا (شلوک ۱۲۱)
جو مُنشیہ اس دِویہ "سہسرنام" ہر روز سُنتا وکیرتن = پاٹھ کرتا ہے۔ وُہ اس لوک اور پرلوک میں ذرّہ بھر بھی دُکھ نہیں پاتا۔ (شلوک ۱۲۲)
اس کا نتیہ پاٹھ یا شروَن کرنے سے برہمن ویدانت = یعنی برہم کو پاتا ہے۔ کھشتری وِجے پاتا ہے۔ ویش دھن کو پراپت کرتا ہے۔ شودر سُکھ پاتا ہے۔ (شلوک ۱۲۳)

धर्मार्थी प्राप्नुयाद्धर्ममर्थार्थी चार्थमाप्नुयात् ।
कामानवाप्नुयात् कामी प्रजार्थी प्राप्नुयात् प्रजाः ॥ १२४ ॥
भक्तिमान् यः सदोत्थाय शुचिस्तद् गत मानसः ।
सहस्त्रं वासुदेवस्य नाम्नामेतत्प्रकीर्तयेत् ॥ १२५ ॥
यशः प्राप्नोति विमलं ज्ञातिप्राधान्यमेव च ।
अचलां श्रियमाप्नोति श्रेयः प्राप्नोत्यनुत्तमम् ॥ १२६ ॥

دھرمارتھی پراپنُیا دھرم مرتھارتھی چارتھ ماپنُیات
کامان واپنُیات کامی پرجارتھی پراپنُیات پرجاہ: ۔۱۲۴۔
بھکتی مان یہ : سدوتھایہ شچُی ستد گت مانسہ:
سہسرم واسُدیوسیہ نامنامےتت پرکیرتّ ایت ۔۱۲۵۔
یشہ : پراپنوتی وِمَلم گیاتی پردھانیہ میوچ
اچلام شریہ ماپنوتی شریے یہ : پراپنوت یُنتمّم ۔۱۲۶۔

دھرم کو چاہنے والا دھرم پاتا ہے۔ ارتھ یعنی دھن کو چاہنے والا دھن پاتا ہے۔ دیگر خواہشات رکھنے والا اپنی خواہشات کے مطابق پھل پاتا ہے۔ اولاد کو چاہنے والا اولاد پاتا ہے۔ (شلوک ۱۲۴)
جو منش ہمیشہ اعلےٰ الصبح (پراتہ کال) اُٹھ کر پوِتر ہو لگن سے (دِت چت سے) بھگوان کے اس دِویہ "سہسرنام" کا

بھگتی پوروک پاٹھ کرتا ہے۔ وہ سنسار میں نرمل یش پاتا ہے۔ اپنی جاتی میں پردھانتا پراپت کرتا ہے۔ اور اچل شری = یعنی لکشمی کو پاتا ہے۔ اور موکش کو پراپت کرتا ہے۔ (شلوک ۱۲۵، ۱۲۶)

न भयं क्वचिदाप्नोति वीर्यं तेजश्च विन्दति ।
भवत्यरोगो द्युतिमान् बलरूपगुणान्वितः ॥ १२७ ॥
रोगार्त्तो मुच्यते रोगात् बद्धो मुच्येत बन्धनात् ।
भयान्मुच्येत भीतस्तु मुच्येतापन्न आपदः ॥ १२८ ॥
दुर्गाण्यतितरत्याशु पुरुषः पुरुषोत्तमम् ।
स्तुवन्नामसहस्रेण नित्यं भक्तिसमन्वितः ॥ १२९ ॥

نہ بھیم کوچدا پنوتی ویریم تیج سچ وندتی
بھوتیو روگو دیوتیمان بل روپ گن انوتہ: ۔۱۲۷۔
روگارتو مچیہ تے روگات بدّھو مچییت بندھنات
بھیان مچ ایت بھیت ستو مچیتاپن آپدہ ۔۱۲۸۔
دُرگانیہ تیترتیاشو پُرشہ: پرشوتمم
ستُو نام سہسرین نتیم بھگتی سمن وِتہ ۔۱۲۹۔

اُسے کبھی بھی بھے نہیں ہوتا۔ تیج اور پراکرم پراپت ہوتا ہے۔ ہمیشہ صحت مند۔ شوبھا والا۔ بل روپ اور سب صفتوں (گنوں) کا حامل ہوتا ہے۔ شلوک ۱۲۷

اس کا پاٹھ کرنے یا سننے سے روگی روگ سے رہت یعنی نیروگ ہو جاتا ہے۔ بندھن یعنی قید میں پڑا ہوا پُرش بندھن سے چھوٹ جاتا ہے۔ بھے بھیت نربھے یعنی نڈر ہو جاتا ہے۔ مصیبت زدہ سبھی مصیبتوں سے چھٹکارا پا جاتا ہے۔ شلوک ۱۲۸

بھگتی پوروک بھگوان کے سہسر نام کے ذریعہ بھگوان کی استوتی کرنے والا منش جلدی ہی مشکل سے عبور ہونے والے کشٹوں کو پار کر لیتا ہے۔ شلوک ۱۲۹

वासुदेवाश्रयो मर्त्यो वासुदेवपरायणः ।
सर्वपापविशुद्धात्मा याति ब्रह्म सनातनम् ॥ १३० ॥
न वासुदेवभक्तानामशुभं विद्यते क्वचित् ।
जन्म-मृत्यु-जरा-व्याधिभयं नैवोपजायते ॥ १३१ ॥
इमं स्तवमधीयानः श्रद्धाभक्तिसमन्वितः ।
युज्येतात्मसुख-शान्ति-श्री-धृति-स्मृति-कीर्त्तिभिः ॥ १३२ ॥

واسُدیو آشریو مرتیو واسُدیو پرائینہ :

سرو پاپ وِشُدھاتما یاتی برہم سناتنم ۔ ۱۳۰۔

نہ واسُدیو بھکتا نام اشُبھم وِدیتے کوچت

جنم مرتیو جرا ویادھی بھیَم نیئوپ جایتے ۔ ۱۳۱۔

امم ستوم دھِیِ یان ہ : شردھا بھکتی سمین وِتہ

یُجیے تاتم سُکھ کشانتی شِری ۔ دھرتی سمرتی کیرتی بھی ہ: ۔۱۳۲۔

پرماتما کا سہارا لینے والے اور پرماتما میں ہی لگے رہنے والے منش سب پاپوں سے آزاد ہو کر سناتن برہم کو پراپت کرتے ہیں (شلوک ۱۳۰)

پرماتما کے اننیہ بھگتوں کو کبھی کہیں بھی دکھ نہیں ہوتا ۔ اور جنم مرن اور بڑھاپا روگ وغیرہ کا بھے بھی انہیں نہیں ہوتا (شلوک ۱۳۱)

شردھا اور بھگتی سے اس دِویہ استوتر کا پاٹھ کرنے سے منش کو آتم سکھ کشانتی لکشمی۔ دھیرج ۔ سمرتی اور کیرتی پراپت ہوتی ہے۔ (شلوک ۱۳۲)

न क्रोधो न च मात्सर्यं न लोभो नाशुभा मतिः ।
भवन्ति कृतपुण्यानां भक्तानां पुरुषोत्तमे ॥ १३३ ॥
द्यौः सचन्द्रार्कनक्षत्रा खं दिशो भूर्महोदधिः ।
वासुदेवस्य वीर्येण विधृतानि महात्मनः ॥ १३४ ॥
ससुरासुरगन्धर्वं सयक्षोरगराक्षसम् ।
जगद् वशे वर्ततेदं कृष्णस्य सचराचरम् ॥ १३५ ॥

نہ کرودھو نہ ماتسریم نہ لوبھو نہ اشُبھا متی ہ ۔

بھونتی کرت پُنیا نام بھکتا نام پُرُشوتّمے ۔۱۳۳۔

دیَیوہ : سچندرارک نکشترا کھم دِشو بھورمہودِدھی ہ:

واسُدیوسیہ ویرئین وِدھرتانی مہاتمنہ : ۔۱۳۴۔

سُسرا سُر گندھروم سیکشور گراکشس سم

جگد وشے ورت تیدم کرشن سیہ سچراچرم ۔۱۳۵۔

پنیہ شالی بھگوت بھگتوں کو کرودھ۔ دویش اور لوبھ کبھی نہیں ہوتا اور نہ کبھی اُن کی بُدّھی و پریت (اُلٹی) ہوتی ہے (شلوک ۱۳۳)
دیولوک سورج۔ چاند اور تارے۔ آکاش۔ دشائیں اور پرتھوی سمندر یہ سب ایشور کی ہی طاقت سے اپنی مریادا میں قائم ہیں۔ ۱۳۴
دیوتاؤں۔ راکھششوں اور گندھروں۔ یکش۔ ناگ اور دیتیوں سمیت یہ سارا چراچر جگت شری کرشن کے ہی وش میں (سھقت) قائم ہے۔ (شلوک ۱۳۵)

इन्द्रियाणि मनो बुद्धिः सत्त्वं तेजो बलं धृतिः।
वासुदेवात्मकान्याहुः क्षेत्रं क्षेत्रज्ञ एव च ॥ १३६॥
सर्वागमानमाचारः प्रथमं परिकल्पते।
आचारप्रभवो धर्मो धर्मस्य प्रभुरच्युतः॥ १३७॥
ऋषयः पितरो देवा महाभूतानि धातवः।
जङ्गमाजङ्गमं चेदं जगन्नारायणोद्भवम् ॥ १३८॥

اندریانی منو بُدّھی ہ: ستوّم تیجو بلم دھرتی ہ:
واسُدیو اتم کامنیہ اہوہ: کشیترم کشیتر گیہ ایو چ ۔ ۱۳۶۔
سروا گمانا ماچارہ: پرتھم پری کلپ ستے
آچار پربھوو دھرمو دھرمسیہ پربھرچیُتہ: ۔ ۱۳۷۔
ارشیہ: پترو دیوا مہا بھوتانی دھاتوہ:
جنگ ماجنگ مم چیدم جگن نارائنو دبھوم ۔ ۱۳۸۔

اندریہ۔ من۔ بدھی ستو یعنی پربھاو تیج۔ بل اور دھیریہ اور شریر۔ آتما یہ سبھی ایشور روپ ہیں (شلوک ۱۳۶)
سبھی شاستروں میں (ست) آچار یعنی چلن و اخلاق کو مقدّم مقام دیا گیا ہے۔ آچار سے دھرم پیدا ہوتا ہے۔
دھرم کے پربھو یعنی مالک بھگوان ہیں۔ (شلوک ۱۳۷)
ارشی۔ پتر۔ دیوتا۔ پانچ مہا بھوت (آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل۔ پرتھوی) اور معدنیات (دھاتوئیں) اور سب
چراچر جگت نارائن سے پیدا ہوا ہے۔ (شلوک ۱۳۸)

योगो ज्ञानं तथा सांख्यं विद्याः शिल्पादि कर्म च।
वेदाः शास्त्राणि विज्ञानमेतत् सर्वं जनार्दनात् ॥ १३९॥
एको विष्णुर्महद्भूतं पृथग्भूतान्यनेकशः।
त्रीन् लोकान् व्याप्य भूतात्मा भुङ्क्ते विश्वभुगव्ययः ॥ १४०॥

इमं स्तवं भगवतो विष्णोर्व्यासेन कीर्तितम् ।
पठेद् य इच्छेत् पुरुषः श्रेयः प्राप्तुं सुखानि-च ॥१४१॥

یوگو گیانم تتھا سانکھیم ودیاہ : شلپ آدی کرم چ
ویداہ : شاسترانی وگیانم ے تت سروم جنار دنات ۔۱۳۹۔
ایکو وشنُر مہد بھوتم پرتھگ بھوتانیہ نیک شہ
ترین لوکان ویاپیہ بھوتاتما بھنکتے وشو بھگوبہ یہ : ۔۱۴۰۔
امم ستوم بھگوتو وشنور ویاسین کیرتّ تم
پڑھید یہ اچھیت پُرشہ : شریہ : پراپتم سُکھانی چ ۔۱۴۱۔

یوگ ۔ گیان اور سانکھیہ اور سب علوم وصنعت کاری (شلپ) وغیرہ کرم ۔ چاروں وید اور سبھی شاستر پرماتما سے پراپت ہوتے ہیں۔ (شلوک ۱۳۹)

سمشٹی روپ (کُل رُوپ) میں یہ سارا پرپنچ ایک ماتر وشنو رُوپ ہے ۔ ایک مہان بھوت ارتھات برہم سوروپ ہے ۔ ولیشٹی (جزو) روپ میں وہ بھگوان ہی انیک رُوپ ہیں ۔ وہ نارائن دیو ہی تینوں لوکوں میں ویاپت ہوکر پُرش روپ سے سب کے بھوکتا بن رہے ہیں۔ (شلوک ۱۴۰)

جو منش پرم کلیان = موکش و دنیاوی سُکھ پراپت کرنا چاہتا ہے ۔ وہ ویاس دیو سے کتھن کئے ہوئے بھگوان وشنو کے اس دِویہ سہسر نام' استوتر کا نتیہ پاٹھ کیا کرے۔ (شلوک ۱۴۱)

विश्वेश्वरमजं देवं जगतः प्रभवाप्ययम् ।
भजन्ति ये पुष्कराक्षं न ते यान्ति पराभवम् ॥१४२॥

وشویشورم جم دیوم جگتہ : پربھ واپیہ یم
بھجنتی یے پشنک راکشم نہ تے یانتی پرابھوم ۔۱۴۲۔

اتی شری مہابھارتے انوشاسن پروفی دان دھرمے ۱۴۹ تمو ادھیایہ :
شری وشنو سہسر نام ستوتر راجہ : سمپورن ہ :

جو پُرش (منشیہ) جگت کے اُپتن (پیدا) اور ناش کرنے والے اجنما دیو ۔ دلیو ۔ وشوِیشور بھگوان وشنو کا بھجن کرتے ہیں ۔ وہ کبھی ترسکار = دُکھ نہیں پاتے۔ (شلوک ۱۴۲)

سمپورن

ہری اوم تت ست ۔ سری ادم تت ست ۔ ہری ادم تت ست

شری رام اُستتی

(قسط دوم)

(از قلم شری منوہر لال اوبرائے)
(مترجم:- ڈاکٹر سی۔ آر۔ تنیجہ گوڑ گانواں)

(مسلسل:- سلسلہ کے لئے دیکھیں پرچہ ماہ مارچ ۱۹۴۸ء صفحہ نمبر ۳۱-۳۲)

رام پناں میں ہوئی دیوانی نِسدن کروں پکار
کدھر بست ہو رگھوبر موے کہاں ہے تورا دوار
جنم جنم سے ڈھونڈ رہی ہیں تجھ کو پران آدھار
بھید ذرا نہ پایا تیرا مان گئی اب ہار
بخش تمہارا پار سوامی درس دیو اس بار
سُوکھی اس پھلواڑی میں پھر سے آئے بہار
لاکھوں پاپی تارے تم نے تارہی گوتم نار
چرن کمل پہ پڑی بھکارن مہر کرو داتار

رام نام چت لاگے موہ مایا سے جاگے
وِشیوں سے دُور بھاگے پاپ کرم تیاگے
من ہری چرنوں میں لاگے میرے سوئے بھاگیہ جاگے
رام نام نِت دھیاؤں من مندر رام بٹھاؤں
پربھو چرن سُکھ پاؤں ہر سمے دھیان لگاؤں

راگھو کی چھب براجے
میرے سوئے بھاگیہ جاگے
پی رام نام کا امرت سو جانیں جن لیا رس
اوٹھت بیٹھت سمرت تن ہر لیلا گائی بس

اناہت کے ڈھول باجے، میرے سوئے بھاگیہ جاگے
رام نام چت لاگے
میرے سوئے بھاگیہ جاگے

اندر کی جوت جلے جس کے باہر ہیں طوفان
بگڑے ہیں انسان پیسے کی جھوٹی شان
بس مایا ہی پردان ہم اِن سے دُور چلے
اندر کی جوت جلے
چل رنگ محل کے اندر پٹ باہر کے سب بند کر
وشیوں سے دھیان ہٹا کر آنکھوں کے بیچ جما کر
شرن رام کی لے اندر کی جوت جلے
راگھو کی کتھا سُنا کر پیارے کی لیلا گا کر
ہردے میں اُسے بسا کر رٹ رام رام لگا کر
بھو ساگر سے ترے اندر کی جوت جلے

میں تیرے رنگ میں رنگا رام جی تیرے رنگ میں رنگا
تو ہے سب میں دیکھوں سمجھ نہ آوے کون بُرا کون چنگا
سُندر سب سے روپ ہے تیرا سُندر تیری کایا
ہر جا تیرا نام سہادے ہر جا تیری چھایا

اندر باہر اُوپر نیچے سب جا تیری مایا
سُن منوہر بات ہے سچی ہر جا رام رمایا
دھو لے من کی میل یہ اپنی بہے رام نام کی گنگا
نَیں میرے رنگ میں رنگا رام جی تیرے رنگ میں رنگا

کچھ رام بناں نہ بھاوے
مایا کا یہ رنگ تماشا مجھ کو نہ ترساوے
جگ کا یہ سب پاپ پلائیں من کو نہ بھرماوے
جیا جنت کا داتا وہ ہی ہر جا رام سماوے
سرب کلا سمرتھ سوامی اپنا کھیل کھلاوے
جنم جنم سب سادھن کر کے بھگتی رام کی پاوے
جس پر اُس کی بخشش ہووے اُس کو آپ جتاوے
چھل کپٹ سے بچے منوہر یہ ہیں سب چھلاوے
من کو کر تو اتنا نرمل تا تو رام کو پاوے
کچھ رام بناں نہ بھاوے

میرے رگھوبر اب موہے درس دکھائیو
پھنسی موری نیا بھنور میں اس کو پار لگائیو
وشیوں کی ہے ندیا گہری دُور ہے کنارا
چلی ہے کام کرودھ کی آندھی ڈولت ہوئی منجھدھارا
چاروں اور ہے ڈھونڈت اکھیاں دکھے نہ پریتم پیارا
موری نیا کے تم ہو کھویا پربھو کیجو پار اُتارا
ترپت ہوں میں تورے درشن کو اور نہ ستائیو
درسی منوہر کی پربھو بنتی اب پریم کا بھوگ لگائیو

غفلت مت تو کر اے بندے سر پہ کھڑا ہے کال
رام نام لینے تو آیا ڈالے بہت جنجال

گر بھید ہیں جو پرن کیئے تھے بھول نہ میرے لال
رات دن وشیوں میں پھنسا یہ ہے مایا جال
من کو نہ تو گورو بنا اب اُس کی ڈور سنبھالی
پاپ کی گٹھڑی سر پر رکھ کر ہوگا تو بے حال
سمرن رام نام کا کر لے بھج رام چندر کرپال
جنم مرن کے پھندے چھوٹیں جب رگھوبر ہوئیں دیال
نام کی دھن لگا منوہر اپنے پرن کو پال
راگھو جی کے رنگ میں تو ہو جا مالا مال

میرے رام جی تم سوامی ہم داسا
دین دیال کرپال سوامی جیا جنت کے ناتھا
ماتا پتا سکھا اور بندھو تم ہمارے ساتھا
سرو ویاپی پربھو اوناشی ترو گھٹ گھٹ واسا
انترجامی سب کے کرتا جگ جیوتی پرکاشا
رام نام بخشو پربھو میرے تم ہو پاپ وناشا
رام نام نت سمرن کر کے پورن ہووے آشا
من میں بسے رام کی مورت جیون کی ابھلاشا
اُٹھت بیٹھت سووت جاگت ہمری یہ ارداسا
میرے رام جی تم سوامی ہم داسا

سنبھل سنبھل رے بندے کیوں پرلوک گنوائے
سُن ہے بات سمجھنے کی کیوں مورکھ من بھرمائے
دیکھ دیکھ دیکھ سامنے مایا جال بچھائے
وشیوں سے تو دھیان ہٹا کر رام سے لو لگائے
بول بول بول رے منوا میٹھے بول ہیں بھائے
رام بنا ہے بانی پھیکی رام ہی مدھر بنائے
سُن سن سن رے پرانی رام کی دھن لبھائے

من میں رکھ کر رام کی مورت نامت میں کھو جائے
سمر سمر سمر منوہر گھٹ میں رام سمائے
سمرے جا تو انت سمے تک پریت کی ریت نبھائے

رکھشا کرو رکھشا کرو رکھشا کرو رام
شرن آئے کی رکھشا کرو اوناشی سکھ دھام
مایا آپ کی ہے مجھے لوٹنے کو آئی
کام کرودھ لوبھ موہ کو سنگ ہے وہ لائی
مد۔ وویش۔ ایرشا کو دی ہے بڑائی
پاپ کی گھٹا میں ہیں چاروں اور چھائی
دُہائی ہے دُہائی۔ رام دہائی ہے دُہائی
دہائی میرے رام جی دُہائی رگھو رائی
سن لو پکار کر دو اُدھار ہے مایا پتی رام
داس منوہر کو میرے سوامی دیجو اپنا نام

میرا روم روم شری رام پکارے۔ رام ملا دو کوئی
رو رو اکھیاں ہوئیں ویاکل کون کرے دلجوئی
کوئی کہے یہ ہوا دیوانہ۔ کوئی کہے نرموہی
اپنے کہیں یہ ہے بیگانہ بھید نہ جانے کوئی
من ہے گھائل اکھیاں ترسیں کیسی دشا یہ ہوئی
داس منوہر نے میرے پربھو جی سدھ بدھ ہے کھوئی

صبح اُٹھتے وقت کی پرارتھنا

صبح ہوئی میرے راگھو جی میں چرن کمل نمسکاروں
من کرم وچن سے شرناگت ہوں آپ کو ہی آدھاروں
آپ کی اوٹ رکھوں میں من میں آپ کو سدا پچاروں
آپ کے مارگ پہ پربھو چل کے اپنا آپ سنواروں
جگ کے سارے دھندے کروں میں آپ کو نہیں بساروں
من میں رہے آپ کی مورت ہر دم رام پکاروں

رات کو سوتے وقت کی پرارتھنا

دن بیتا اب رات ہوئی من سمر پربھو کا نام
ہری چرنوں میں دھیان لگا کر بول رام شری رام
دن بھر میں جو بھول ہوئی من بچن کرم سے اے مالک
وہ بخشو بخشن ہار پربھو تم جگ پاون تم ہو مالک
ہر دن بیتے پربھو سمرن میں ہر رات رام کے چنتن میں
ایک گھڑی نہ بسرے رام مجھے باندھوں میں پریم کے بندھن میں

بھوجن کرتے وقت کی پرارتھنا

سکل پدارتھ بھوجن پاؤں　　راگھو جی کے گن میں گاؤں
شکر شکر میرے داتا　　دین دیال کرپال ودھاتا

پربھو رام کے دربار میں بینتی

تمری اوٹ میں ترے بھروسے میں تن من ارپن کیجو
داس بینتی کرے پربھو رگھو بر چرن کمل رج دیجو

ستیہ کیا ہے؟ اصلی سکھ کہاں ہے؟

سوامی رام تیرتھ جی کا ایک پروچن

(سوامی رام نے یہ پروچن اُن کے سنیاس دھارن کرنے کے بعد شری لکشمی نارائن پلاٹ پشاور میں دیا۔ سبھا کے پردھان شری لالہ ٹھاکر داس جی تھے۔ سال ۱۸۹۹ تھا)

پرمیہ بندھوؤ۔ برہم سروپا میری آتماؤ!

آج میں نے زیادہ کچھ نہیں کہنا ہے۔ صرف اتنا بتانا ہے کہ گیتا کے تتو گیان کے مطابق ستیہ کیا ہے۔ آج کا ہر شخص اپنے آپ کو دکھی سمجھتا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ کیونکہ اُس کو ستیہ کا گیان نہیں ہے۔ بلکہ اُس کی ستیہ سے واقفیت ہی نہیں ہے۔ وہ یہ سمجھ بیٹھا ہے کہ استیہ کی راہ پر چلنے سے ہی سُکھ کی پراپتی ہو سکتی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جو سُکھ سامنے دکھائی دیتا ہے، جو اندریوں کو وہ خوش کرنے والا ہے۔ وہ اُس کو اصلی اور سچا سُکھ مان بیٹھا ہے۔ در اصل وہ سُکھ کچھ دیر کے لئے ہوتا ہے۔ وہ تھوڑی دیر رہ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے خلاف جو اصلی سُکھ ہے اور جو ستیہ ہے، وہ بظاہر تو دکھائی دیتا نہیں، مگر اُس سُکھ کا آنند مَن کے اندر ہی انوبھو ہوتا ہے۔ اس سُکھ کو ہماری کوئی اندریہ محسوس نہیں کر سکتی۔ اس سُکھ کو "پرمانند" کہا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے پرمانند کے سُکھ کو انوبھو کر لیا ہے۔ اُن کو دیگر سبھی سُکھ پھیکے لگنے لگتے ہیں۔ وہ اندریوں کے سُکھ کے لئے نہیں بھاگتے۔ یہاں میں آپ کو ایک چھوٹا سا واقعہ سُناتا ہوں:۔

جس وقت میں لاہور کالج میں وِدیارتھی تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے۔ ایک دِن میں لاہور کے کسی بازار سے گُزر رہا تھا۔ مجھے اچانک سامنے سے کالج کے انگریز پرنسپل صاحب آتے ہوئے راستہ میں مل گئے۔ اُنہوں نے مجھ سے یہ سوال کیا۔ مسٹر تیرتھ رام تم اِتنے ہونہار سٹوڈنٹ ہو، اور کالج کے اُونچے درجہ کے سٹوڈنٹ ہو (یہ تمام بات چیت انگریزی میں ہو رہی تھی) لیکن تم نے یہ کیا حلیہ بنایا ہُوا ہے؟ میرے پاؤں کی طرف اِشارہ کر کے وہ کہنے لگے:۔ "تم نے ایک پاؤں میں ایک قسم کا جُوتا پہن رکھا ہے اور دُوسرے پاؤں میں دُوسری قسم کا۔ میں نے جو کوٹ پہن رکھا تھا۔ اُس کو ہاتھ سے پکڑ کر وہ بولے کہ اس میں تین بٹن لگے ہُوئے ہیں، اور وہ الگ الگ رنگ کے ہیں۔ یہ سُن کر میں کچھ مُسکرایا اور اُپنے پرنسپل صاحب سے دریافت کیا۔ سر ایکس کیوز می (SIR, Excuse Me.) جناب مجھے معاف فرمائیں)

کیا آپ مجھے یہ بتانے کی مہربانی کریں گے کہ کوٹ اور جوتے پہننے کا اصلی مقصد کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ پاؤں میں جوتا اس لئے پہنا جاتا ہے کہ پاؤں کسی گندگی کو چھو نہ سکے، اور کوٹ سردیوں میں جسم کو سردی سے بچانے کے لئے پہنا جاتا ہے۔ اس پر میں نے ان سے نہایت ادب سے عرض کی۔ سر، یہ دونوں مجھے پوری طرح سے پورا کام دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے پھر عرض کیا۔ میں اپنی اندریوں کی ضروریات کو پورا کرنے کی طرف دھیان دیتا ہوں۔ لیکن میں ان کی بڑھتی ہوئی خواہشات کو پورا کرنے کی طرف مطلق دھیان نہیں دیتا۔ یہ اندریاں تو ہر وقت مجبور کرتی ہیں، کہ بڑھیا سے بڑھیا جوتا ہو۔ اعلےٰ سے اعلےٰ لباس ہو۔ اندریوں کی ایسی اچھائیں انسان کو پاگل بنا دیتی ہیں۔ لیکن میں ان کے کہنے میں آ کر پاگل بننے والا نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ تو مجبور کرتی ہیں کہ ان کی خواہش کو پورا کرو۔ خواہ اس کے لئے تمہیں چوری کرنا پڑے یا ادھار لینا پڑے۔

جو لوگ اندریوں کی خواہش پورا کرنے کے لئے دوڑتے ہیں، ان کو استیہ مارگ پر چلنا ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کو یہ پہلے جاننا ہوگا کہ ستیہ کیا ہے، اور استیہ کیا ہے۔ امید ہے میری اس چھوٹی سی مثال سے آپ میرا منشا اچھی طرح سمجھ گئے ہوں گے۔

آنند

اب رہا آنند۔ بھگوان سُکھ سوروپ۔ آنند سوروپ ہیں۔ پریم میں آنند چھپا ہوا ہے۔ سوارتھ میں راگ اور راگ میں دویش چھپا ہوا ہے۔ جہاں پریم میں شانتی ہے، وہاں راگ میں اشانتی ہے۔ جہاں پریم کے رونے میں آنند ہے وہاں راگ سہت ہنسنے میں بھی خطرہ اور خوف ہے۔ پریم کی کلپنا میں بھی آنند ہے، اور راگ کی چرچا میں بھی اشانتی اور بے چینی ہے۔

Love is God And God is Love

ایشور کا پریم ایشور نہیں، شُدھ پریم ایشور کا سوروپ ہے۔ یہ تمام جگت شُدھ چیتن پریم سوروپ ایشور سے بندھا ہوا ہے۔ گوپیوں کا بھگوان سے پریم تھا۔ ماں یشودھا کا بھگوان سے پریم تھا۔ گوپیوں کے پریم میں موہ نہ تھا۔ اسی وجہ سے انہیں تمام جگت کرشن مئے دکھائی دیتا تھا۔ ایشور کی ہستی سرو ویاپک ہے۔ موکش پراپت کرنے کے سادھنوں میں بھگتی ہی سب سادھنوں سے اعلےٰ ہے۔ اس لئے بھگتی کو ہی پہلا درجہ دیا گیا ہے۔ جیو دوارا اپنے نتیہ، شُدھ، ستیہ سوروپ کی کھوج کرتے رہنا ہی بھگتی ہے۔ ویدانت کے مطابق بھی سوروپ کا انوبھو کرنا ہی بھگتی ہے۔ اور بھگتی کا مقصد بھگوان کو پراپت کرنا ہی بھگتی کا چرم لکشیہ اور پھل ہے۔ اصل میں دونوں کا لکشیہ ایک ہی ہے۔ اس وشے میں گوسوامی تلسی داس جی نے رامائن میں ایک جگہ بہت سندر لکھا ہے۔

उभय हरहिं भव सम्भव खेदा ॥
ज्ञानहि भक्तिहिं नहिं कछु भेदा।

یہ جیو بھگوان سے بچھڑ کر سنسار کے مایا جال میں اِتنا اُلجھ جاتا ہے کہ اسے اُس کا دھیان ہی نہیں رہتا۔ اور بھگوان بھی کرموں کے مطابق جیو کو اِس مایا کے بندھن میں باندھ دیتے ہیں جس سادھک پر بھگوان کی کرپا ہو جاتی ہے، اُسے ہی وہ اپنے پاس بُلاتا ہے۔ باقی سنسار کا چکر اپنی گتی کے مطابق چلتا ہی رہتا ہے۔

آتم گیان:- جب تک اِنسان اپنے آپ میں ستھت پرم پتا پرماتما کو پہچان نہیں لیتا۔ تب تک سنسار سے اِس کا سمبندھ ٹوٹنا ناممکن ہے، اور جب تک سنسار کے ساتھ اُس کا لگاؤ بنا رہتا ہے، تب تک سنسار کے موہ سے پیدا ہونے والے دُکھ سے چھٹکارا پانا ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ موہ کا دُکھ کے ساتھ گہرا سمبندھ ہے۔ جیسا کہ گوسوامی تُلسی داس جی نے رامائن میں لکھا ہے:-

मोह सकल व्यधिन कर मूला ।
तेहि ते पुनि उपजहि सब सूला ॥

کہنے کا مطلب یہ ہے، کہ اِس سنسار میں موہ ہی سب دُکھوں کا مُول کارن ہے، اور اِس موہ سے سادھک کو تبھی نجات مِل سکتی ہے، جب وہ اپنی آتما میں ستھت سَروویاپی پرماتما کو پہچان لیتا ہے۔ تب اُس کو شوک موہ آدی ویادھیاں چھُو تک نہیں سکتیں۔ کیونکہ اُس نے اُس دِویہ جیوتی کا پرکاش پا لیا ہے۔ جس سے سنسار سے پیدا ہونے والے اندھیرے کا ناش ہو چُکا ہے۔ اب وہ سنسار میں رہ کر بھی سنسار سے اُس طرح الگ رہتا ہے، جیسے جل سے پیدا ہونے والا کمل جل سے دُور رہتا ہے۔

اِس اوستھا میں آکر سادھک کو تمام سنسار ایشور کی سَتّا سے یُکت بھاستا ہے۔ اُسے ہر جڑ چیتن میں پرماتما کے ہی درشن ہوتے ہیں۔ پھر وہ کِس سے پریم کرے، اور کِس سے دویش کرے؟ اُس کے پریم کا خزانہ تو ذرہ ذرہ میں سمایا ہُوا ہے۔ جس طرح اگر کوئی شخص شیشوں کے ٹکڑوں میں ایک ساتھ دیکھے۔ اُسے ہر ٹکڑا میں اپنا آپ ہی نظر آتا ہے۔ اِس طرح وہ ایک ہو کر بھی انیک میں دِکھائی دیتا ہے۔ اِس لئے وہ کِس کو اپنا کہے اور کِسے پرایا کہے؟ ایسے ہی سب جگہ میری (آتما) اور میں (پرماتما) کا پھیلاؤ ہی نظر آتا ہے۔ اُسی کی شکتی سے تمام دُنیا کا کام چل رہا ہے۔ اور وہ میری میں ہی میں (پرماتما) ہے۔

تن میں اپنا ہا تو چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
میں تے ڈھونڈھا تھا کتابوں میں اور قرآں میں عبث
کہتے کو میں۔ تجھے ڈھونڈھتا پھرتا تھا مگر
نہ میں بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
میں آپ ہی آپ ہوں طالب مطلوب ہے کون؟

مَن میں پردہ سا بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا
نہ دِل میں تیرا خط تھا مجھے معلوم نہ تھا
تُو مجھے ڈھونڈھتا پھرتا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دونوں علّت سے جُدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
میں اپنے آپ پہ عاشق تھا مجھے معلوم نہ تھا

اِس کا مطلب یہ ہے کہ طالب اپنے آپ میں مطلوب کو پاکر آنند وبھور ہو اُٹھتا ہے، اور خوشی سے جھوم جھوم کر کہنے لگتا ہے :- ہے پرماتما، تو میرے شریر میں ہی ستھت تھا۔ مجھے اس کا مُطلق علم نہ تھا۔ کیونکہ من پر بھرم رُوپی پردہ چھا جانے کی وجہ سے مَیں نے تجھ کو اپنے سے الگ مان لیا تھا۔ اِسی کارن ہی مَیں تجھے کتابوں میں، قرآن میں ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ مگر آتم گیان ہو جانے پر مجھے تیری ستھتی کا صحیح گیان ہو گیا۔ کہ تُو تو میرے ہردیہ میں ہی نواس کرتا ہے۔ مَیں بھرم سے تجھے مندر اور مسجد میں ڈھونڈھتا پھرتا تھا۔ لیکن مجھے اِس بات کا رتّی بھر پتہ نہ تھا کہ تو بھی مجھے اپنا پتہ لینے کے لئے بیچین ہے۔ یعنی آتم گیان ہوتے ہی آتما کا پرماتما سے سمبندھ صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔

گیتا میں بھگوان شری کرشن جی نے بتایا ہے کہ پاپ رہت یوگی لگاتار آتما کو پرماتما کے چنتن میں لگاتا ہُوا سُکھ پُوروک پربرہم پرماتما کی پراپتی کے آنند کا اُنوبھو کرتا رہتا ہے۔ اور ارجن کو آتم گیان کے متعلق بتاتے ہوئے بھگوان شری کرشن فرماتے ہیں کہ ہے ارجن سرب میں ویاپت اننت چیتن میں ایکی بھاو سے ستھت رُوپ یوگ سے یُکت آتما والا اور سب کو سمتا کے بھاونا سے دیکھنے والا یوگی آتما کو تمام دُنیا میں اِس طرح دیکھتا ہے جیسے تمام برف میں جل موجود رہتا ہے۔ کیونکہ جل برف سے جُدا نہیں ہے۔ ایسے ہی آتم گیانی اس سنسار کو سوپن (خواب) سے جاگے ہُوئے شخص کی طرح سنکلپ کے آدھار پر دیکھتا ہے۔ یعنی وہ سبھی جیوؤں کو اننت چیتن آتما میں موجود دیکھتا ہے۔ اُس کی نگاہ میں پرماتما کا انش آتما سرو ویاپی ہے۔ وہ سنسار میں الگ الگ طرح سے دکھائی دیتی ہے۔ تو بھی وہ ایک ہی انشی کا انش ہے۔ جو منشیہ آتم سوُروپ مجھ کو سبھی پرانیوں میں ستھت دیکھتا ہے۔ اُس کے لئے مَیں اُس سے جُدا نہیں ہوں۔ اور نہ ہی وہ مجھ سے الگ ہے۔ اِس طرح جو شخص مجھ کو تمام پرانیوں میں موجود مان کر ایکی بھاو سے میری اُپاسنا کرتا ہے۔ وہ یوگی تمام کاریوں کو کرتا ہُوا بھی میرا جاپ کرتا ہے، وہ میرے لئے ہی سب کچھ کرتا ہے۔ کیونکہ اُس کے اُنوبھو میں میرے سوائے اور کوئی بھی نہیں ہے۔ ہے ارجن! جو سادھک سنسار کے سبھی پرانیوں کو اپنے سمان ہی سمجھتا ہے، اور دُکھ سُکھ میں سَم بھاو سے رہتا ہے۔ یعنی دُکھ کی حالت میں دُکھ کا اور سُکھ کی حالت میں سُکھ کا اُنوبھو کر کے اور دونوں حالتوں میں بھگوان کی دین مان کر خوشی سے قبول کرتا ہے، وہی سب سے اُونچے درجے کا یوگی ہے۔ اُس نے آتم گیان پراپت کر کے آتما، پرماتما کے بھید کو سمجھ لیا ہے۔ اِس درجہ کا آتم گیانی سنسار میں رہ کر سبھی کاموں کو سرانجام دیتا ہُوا بھی دُنیا سے الگ ہے۔

لکشیہ پریورتن (مقصد میں تبدیلی)

منشیہ سنسار میں آکر اپنے حقیقی مقصد کو فراموش کر دیتا ہے، اور موہ کے بندھن میں اِس طرح اُلجھ جاتا ہے کہ وہ سنسار کی پراپتی کو ہی اِنسان کے جیون کا لکشیہ مان کر ہمیشہ سُکھ دُکھ کے تھپیڑے

دِکھایا کرتا ہے۔ وہ کبھی اُوپر کی اَور کبھی نیچے کی یُونیوں میں رہ کر جنم مَرَن کے تھپیڑے سہتا ہے۔ لیکن جب کبھی اِیشور کی مہان کِرپا سے اُس کا کِسی مہان آتما سے سمبندھ جُڑ جاتا ہے، اَور اُس کی مدد سے وہ بھگوان کی پراپتی کا راستہ دیکھ لیتا ہے۔ تو اُس کا مانو شریر ہی سپھل ہو جاتا ہے۔ اَور تب سادھک اپنے جیون میں پرماتما کی پراپتی کو ہی اپنا اصلی مقصد مان لیتا ہے۔ یہی اصلیت ہے۔ کیونکہ یہ آتما سنسار میں تب تک مختلف جسم دھارن کر کے بھٹکتی رہتی ہے۔ جب تک کہ اُسے اپنا اَنشی (پرماتما) مِل نہیں جاتا۔ اِس لیئے اپنے جیون کے لکشیہ میں پریورتن آنے سے ہی منشیہ کا جیون سپھل ہو جاتا ہے۔

اِنسان جو بڑے کام اپنی زِندگی میں کر سکتا ہے، اَور کر رہا ہے۔ اُنہی کاموں کا لکشیہ پریورتن کرنے میں لگ جائے تو اُس کا منشیہ جیون سپھل ہو جائے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جو کام اپنے مان کر کرتا ہے، اُن کو بھگوان کے اَرپن کرنا شروع کر دے، تو بھگوان کی پراپتی میں دیر نہ لگے گی۔ ارجن کو سمجھاتے ہُوئے بھگوان شری کرشن نے کہا ہے۔ ہے ارجن! تُو مجھ میں اپنے من کو لگا دے، اَور اپنی بُدھی کو بھی مجھ میں ہی لگا دے، تو اِس کے بعد تُو مجھ میں ہی نواس کر کے میرے دھام کو پراپت کرے گا۔ یہ بات یقینی اَور اٹل ہے۔ اِس کا مطلب یہ ہے کہ منشیہ کو اپنے جیون کو سپھل بنانے کے لئے سنسار کا موہ بندھن توڑنا ہوگا۔ یعنی سنسار کے سبھی کاموں کو نشکام بھاو سے بھگوان کے لئے ہی کرنے سے اُس کا اُدھار ہو سکتا ہے۔

ایک سیٹھ کا منیم اپنے پاس کروڑوں روپے رکھتا ہے۔ اَور اُن کا لین دین کرتا ہے۔ وہ روپوں کی پُوری حفاظت بھی کرتا ہے۔ لیکن وہ کسی کو رقم دے کر دُکھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ بخوبی جانتا ہے۔ کہ تمام دولت اُس کے مالک کی ہے۔ اِسی وجہ سے دولت میں رہ کر بھی اُسے اُس سے موہ نہیں ہوتا۔ اِس کے خلاف اُس دولت کا سوامی خواہ اُس سے کِتنا دُور رہے، اُس سے لگاؤ رکھتا ہے۔ اُسے ہر وقت دھن کی چِنتا رہتی ہے۔ اگر منافع ہوتا ہے تو وہ خوشی سے پھُولا نہیں سماتا، اَور اگر کہیں نقصان ہو جائے، تو اُس کے دُکھ کا کہنا ہی کیا ہے۔ کیونکہ وہ دھن اُس کا ہی ہے۔

سُکھ کا ساتھی سکل جگ:- یہ سنسار سُکھ کا ساتھی ہے، دُکھ کا نہیں۔ جب اِنسان خوش ہوتا ہے، تو تمام دُنیا اُس کی خوشی میں شریک ہوتی ہے لیکن دُکھ کا سایہ دیکھتے ہی سب اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔ کیونکہ سب خوشی کے ساتھی ہیں۔ پرم پِتا پرماتما کا نام سچّدانند (ست، چِت، آنند) ہے۔ بس یہی ستیہ ہے، اَور یہ جگت استیہ ہے۔ یہ ناشں وان ہے، اَور ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے۔ جیو سَت بھی ہے اَور چیتن بھی۔ لیکن اِسکو پرمانند کی اَنُوبھوتی نہیں ہوتی۔ اِس وجہ سے اِسے جیو کہا جاتا ہے۔ جیو اُسے کہتے ہیں، جو مایا کے کارن برہم سے جُدا ہو گیا ہو۔ اِس لئے جب آنند کی کمی دُور ہو جائے گی، تو تمام دُنیا منشیہ کا ساتھی بن جائے گی۔

لیکن جب یہ آنند اُس کا ساتھ چھوڑ دے گا، تو یہ سنسار پھر اُس کا ساتھ چھوڑ دے گا۔ یہ سنسار آنند سوروپ پرماتما کا ساتھی ہے۔ جیو کا نہیں۔ اپنی آتما سے ہی پریم کرنے والا۔ اپنے آپ میں ترپت (तृप्त) رہنے والا اور آتما میں ہی سنتشٹ (सन्तुष्ट) رہنے والا ہونا چاہیئے۔ ایسے پُرش کے لئے گیتا میں کسی طرح کا کرتویہ پالن کرنا نہیں بتایا گیا ہے۔ کیونکہ جو اپنے آپ سے مطمئن (سنتشٹ) ہے، اُسے سنسار کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ دُنیا تو مایا جال میں پھنسے ہُوئے جیو کے لئے ہی ہے۔ اپنی آتما میں ہی گیان کا انوبھو کرنے والا پُرش سچدانند پرماتما میں ایکی بھاؤ سے ستھت ہُوا سانکھیہ یوگی شانتی کو پراپت کرتا ہے۔ کہنے کا منشا یہ ہے، کہ جس نے اپنی آتما کو آنند سوروپ پرماتما میں ایکی بھاؤ سے ستھر کر لیا ہے، اُس کے لئے دُکھ نام کی کوئی چیز نہیں رہتی، اور اُسے ہر جگہ سُکھ ہی سُکھ پراپت ہوتا ہے۔ لیکن جو خود اس آنند سے محروم ہے۔ اُس کی اِس دُکھ سے بھری حالت میں سنسار بھی اُس کا ساتھ نہیں دیتا۔ کیونکہ دُنیا تو سُکھ کی ساتھی ہے، دُکھ کی نہیں۔ ہے اگیانی مانو! تُو نے بھگوان کے بنائے ہُوئے سنسار کے ساتھ تو کئی رشتے قائم کر رکھے ہیں۔ لیکن کیا تُو نے اُس پرم پِتا پرماتما (شری کرشن) کے ساتھ بھی کوئی رشتہ تسلیم کیا ہے؟ جے

جُونہی کرشن کا نام سوامی جی کی زبان پر آیا، اُن کا گلا رُک گیا، اور اُن پر ایسی حالت طاری ہو گئی، جیسے کہ اُن کو بیہوشی آ رہی ہو۔ سٹیج پر بیٹھے کچھ لوگوں نے اُن کو کندھوں سے تھام کر وہاں گدیلے پر قریب پڑے ہُوئے گاؤ تکیہ کے سہارے بٹھا دیا۔ ابھی تو اُن کا پروچن آگے بڑھنا تھا، مگر اُن کو شور چھا میں دیکھ کر اس سبھا کے پردھان لالہ ٹھاکر داس نے یہی مناسب سمجھا کہ سبھا کی کارروائی بند کر دی جائے۔

یہ اعلان کرنے سے پہلے اُنہوں نے کچھ باتیں حاضرین کو سنائیں۔ پہلی بات تو یہ تھی، کہ غالباً اب سوامی جی اپنا بھاشن جاری نہ رکھ سکیں گے۔ اس کے بعد اُنہوں نے لوگوں کو یہ بتایا، کہ سوامی جی نے کب سنیاس دھارن کیا، اور کن حالات میں اِس کا فیصلہ کیا۔

سوامی رام نے کالج کی پروفیسری کیوں چھوڑی؟ :- (یہ بات شری امیں چند جی آنند پشاوری نے بیان کی ہے۔)

شری آنند کی عمر اس وقت نبّے سال کے قریب ہے، اور وہ دِلّی میں ہی مقیم ہیں۔ وہ اس سبھا میں خود حاضر تھے، اور اُنہوں نے سوامی جی کے پروچن کو نوٹ کیا۔ اِتنی لمبی عمر ہونے پر بھی شری امیں چند جی دماغی طور پر بہت چست ہیں۔ سوامی جی کا ذکر کرتے ہوئے بسا اوقات اُن کے نیتروں سے گنگا جمنا کی دھارا بہنے لگتی ہے۔ اُن پر سوامی رام کی فضیلت اور آتمک شکتی کا گہرا اثر ہُوا ہے۔ جو کہ آج کل بھی اُن کی زبانی باتیں سُننے سے ظاہر ہوتا ہے۔)

شری آنند نے اُس سبھا میں جو کچھ سُنا، اُسے بیان کرتے ہُوئے وہ لکھتے ہیں۔ کہ

سوامی جی اپنے مکان کے کمرہ میں بیٹھ کر ہر روز سمادھی میں چلے جاتے تھے، اور کئی گھنٹے اِس حالت میں رہتے۔ جس دِن اُنہوں سے پروفیسری سے مستعفی ہونے کا فیصلہ کیا۔ اُس دن بھی وہ صُبح چھ بجے سمادھی میں بیٹھے۔ اُن کا بھگوان شری کرشن سے وارتالاپ ہُوا کرتا تھا۔ اُس دِن سمادھی دوپہر بارہ ۱۲ بجے کے قریب کھُلنے پر اُنہوں نے کالج جانے کی بابت سوچا۔ دیر ہو جانے پر بھی اُنہوں نے کہا کہ جو بھی ہو گا دیکھا جائے گا۔ مَیں کالج ضرور جاؤں گا۔ تیار ہو کر وہ کالج پہنچے، اور سب سے پہلے دفتر میں اپنی حاضری لگانے کے لئے حاضر ہُوئے۔ کلرک سے اُنہوں نے رجسٹر مانگا۔ تاکہ وہ اپنے پہنچنے کا وقت اپنے دستخط سمیت نوٹ کر دیں۔ کلرک نے بڑی حیرانی سے اُن کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروفیسر صاحب۔ آپ تو صبح حاضری لگا گئے ہیں۔ اب دوبارہ کس لئے رجسٹر مانگ رہے ہیں۔ پروفیسر تیرتھ رام کو بھی یہ سُنکر حیرانی ہُوئی۔ مگر اُنہوں نے سمجھا کہ شاید کلرک اُن سے مذاق کر رہا ہے۔ اس لئے رجسٹر دوبارہ مانگا۔ اِتنے میں کسی کام سے کالج کے انگریز پرنسپل کلرک کے کمرہ میں آئے۔ پروفیسر صاحب کے آداب کا جواب دیتے ہُوئے پرنسپل صاحب بولے۔ مسٹر رام تیرتھ آج آپ نے میتھمیٹکس (MATHEMATIC) (ریاضی) میں سٹوڈنٹس کو کیا پڑھایا ہے کہ لڑکے بہت خوش نظر آتے ہیں، اور آپ کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ پرنسپل صاحب تو یہ کہہ کر چلے گئے۔ مگر پروفیسر تیرتھ رام ششدر رہ گئے۔ آخر یہ مُعاملہ کیا ہے؟ اُنہوں نے کلرک سے کہا۔ کہ یار ذرا رجسٹر تو دِکھاؤ۔ مَیں دیکھنا چاہتا ہُوں کہ میرے دستخط کون کر گیا ہے۔ جونہی اُنہوں نے اُس صفحہ کو اُلٹ کر دیکھا، تو وہاں اُن کے دستخط ہی نہیں، بلکہ وقت بھی درج پایا گیا۔ اُن کی آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا بہہ نکلی، اور کچھ آنسو رجسٹر پر بھی گرے، اور وہ صفحہ گیلا ہو گیا۔ اُن کے سامنے کُرسی پہ بیٹھا ہُوا کلرک یہ دیکھ کر حیران ہو رہا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ضبط نہ کر سکا اور بولا مسٹر تیرتھ رام۔ آپ آبدیدہ کیوں ہو رہے ہیں۔ جواب مِلا۔ بھئی یہ یار یار کی باتیں ہیں۔ اُنہیں پردہ میں رہنے دو۔ تم اِسے جان کر کیا کرو گے؟

Period attend

یہ وُہی نٹ کھٹ کرشن ہے، جو میری جگہ یہاں آکر میری طرح دستخط کر گیا، اور کلاس کا پیریڈ اٹینڈ کر گیا۔ کلرک بولا۔ کیا وہ کوئی بہروپیا تھا؟ اُس نے آپ کی طرح کپڑے پہن رکھے تھے۔ یہاں رجسٹر کھُلا پڑا تھا۔ اُس نے آتے ہی اِس میں دستخط کر دیئے۔ اُس کی شکل ہُوبہو آپ جیسی تھی۔ یہ کیا معاملہ ہے؟ کیا آپ تو نہیں تھے؟ پروفیسر صاحب نے کہا کہ وہ کون تھا۔ اِس بات کو جانے دو۔ مجھے ایک کورا کاغذ اور پین دے دو۔ ملنے پر تیرتھ رام جی نے وہیں بیٹھ کر اپنا استعفےٰ لکھ کر کلرک کے ہاتھ میں دے دیا۔ اُسے پڑھ کر کلرک بڑا پریشان ہُوا، اور بولا۔ یہ کیا؟ جواب مِلا، سب ٹھیک ہے۔ اِس معاملہ کو ٹھیک طرح نہ سمجھتا ہُوا کلرک پروفیسر صاحب کے ساتھ وہ استعفےٰ لئے ہُوئے پرنسپل صاحب کے کمرہ میں داخل ہُوا۔ استعفےٰ پرنسپل صاحب کی میز پہ رکھ دِیا گیا۔ پروفیسر تیرتھ رام کو کُرسی پر بیٹھنے کا اِشارہ کرتے ہُوئے انگریز

پرنسپل نے اُسے غور سے پڑھا اور بڑی حیرانی سے کہا۔ مسٹر تیرتھ رام، کیا تم پاگل ہوگئے ہو؟ لوگوں کو تو نوکری ملتی نہیں، اور تم اتنی اچھی نوکری کو چھوڑ کر جا رہے ہو۔ ویری بیڈ (VERY BAD)
تیرتھ رام جی نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ دُنیا مجھ کو پاگل ہی کہے گی۔ اب میں اپنی نوکری چھوڑ کر اُس کی (اُوپر کی طرف اشارہ کر کے) نوکری کرنے جا رہا ہوں۔ اِس بات کو نہ سمجھ کر پرنسپل صاحب نے کہا کہ مجھے ٹھیک طرح سمجھائیے۔ ریاضی کے پروفیسر تیرتھ رام بولے۔ سر آپ نے لارڈ کرشن کا نام سُنا ہوگا۔ اب میں اُس کی نوکری کرنے جا رہا ہوں، کیونکہ وہ میری جگہ آکر نوکری دے گئے ہیں۔ اِس لئے اب اُن میں اور مجھ میں کوئی بھید نہیں رہا ہے۔ اِس پر بھی پرنسپل صاحب نے اُن کو آدھ گھنٹہ تک سمجھایا۔ تیرتھ رام جی مسکراتے ہوئے اُٹھے اور اُنہیں آداب بجا کر کمرہ سے باہر نکل گئے۔ کلرک اُن کے پیچھے بھاگا آیا اور اُن کو آواز دی۔ وہ رُک گئے۔ قریب آکر کلرک بولا۔ مسٹر تیرتھ رام، آپ اپنی تنخواہ کا حساب کرتے کب آئیں گے۔ جواب ملا۔ مجھے کوئی تنخواہ نہیں چاہیئے۔ میرا جو کچھ حساب نکلتا ہو، اُس سے بالکل غریب طلباء کی مدد کر دیں۔ اِس کے بعد انہوں نے کلرک سے ہاتھ ملایا، اور کہا کہ اگر مجھ سے کوئی غلطی ہوئی ہو، تو معاف کرنا۔ یہ کہہ کر وہ کالج سے باہر چلے گئے۔
یہ واقعہ سُنانے کے بعد لالہ ٹھاکر داس جی نے سبھا برخاست کر دی۔ اِس کے بعد اُنہوں نے سوامی جی کو اپنی گاڑی میں بٹھایا، اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ اُس وقت لوگوں کی بھیڑ سوامی جی کی گاڑی کی طرف اُمڈ پڑی اور "بھگوان کرشن کی جے"۔ "سوامی رام تیرتھ کی جے" کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ گاڑی نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ دُوسرے دِن شری آنند، سوامی جی کے درشن کرنے کے لئے لالہ ٹھاکر داس کے مکان پر پہنچے۔ وہاں اُنہیں بتایا گیا کہ وہ کل رات کو ہی فیض آباد چلے گئے ہیں۔ شری آنند نے لالہ ٹھاکر داس جی لاہور سناتن دھرم سبھا کے سیکرٹری اور اُس جگہ موجود چند اصحاب کو یہ سجھاؤ دیا۔ کہ کچھ لوگ کالج کے پرنسپل صاحب سے مل کر اُن سے وہ صفحہ لینے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ جس پر سوامی جی کے دستخط کئے گئے تھے۔ سب نے اِس تجویز سے اتفاق کیا، اور ہر قیمت پر اُسے حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ کچھ اصحاب پرنسپل صاحب سے ملے اور اُن سے درخواست کی۔ اپنے اصول اور ضبط کے لئے مشہور پرنسپل مذکور نے رجسٹر حاضری یا اُس کا خاص صفحہ دینے سے صاف انکار کر دیا۔ کیونکہ وہ کالج کا ریکارڈ تھا۔ جب سب بضد ہوئے، تو اُنہوں نے ان کی اِس درخواست کو بھی نامنظور کر دیا، کہ کم از کم وہ صفحہ اُنہیں دکھا دیا جائے۔ اِس پر سب مایوس ہو کر واپس آئے۔

نوٹ:۔ یہ لیکچر ۹۹ سالہ لالہ امیں چند آنند پشاوری نے خود نوٹ کیا۔ جس کو اب شری بھارت بندھو سیکرٹری سوامی رام تیرتھ مشن رجسٹرڈ I-E/16 سوامی رام تیرتھ نگر۔ نئی دلّی 110055، نے قلمبند کر کے رسالہ "اوم" دلّی میں اشاعت کے لئے ارسال کیا۔ دھنیہ واد۔ (ایڈیٹر)

گیتا سُنا سُنا کر

از — شری خلیق صاحب پڑھانوی

تب لُطف ہے کہ ساقی مجھ کو منا مناکر
مدہوش سا بنا دے مستی پلا پلا کر

اِس شام پر تصدّق اِس کرشن پر میں قرباں
دِل لے لیا ہے میرا مُرلی بجا بجا کر

تابندہ کر دیا ہے ہر رُوح اور دِل کو
انوارِ حق کا جلوہ ہم کو دِکھا دِکھا کر

دُنیا کے ہاؤ ہُو سے آگاہ کر دیا ہے
سب راز کھول ڈالے گیتا سُنا سُنا کر

شرمندہ ہو رہا ہوں، تر دامنی پہ بھگوان
رکھّا ہے یاد لیکن تُو نے بُھلا بُھلا کر

پیغامِ عشرتوں کی حامل ہے تیری بنسی
برسایا رحمتوں کو ہم کو جُھکا جُھکا کر

حیران کر دیا ہے متھرا کے باسیوں کو
گوکل میں راس لیلا تُو نے رچا رچا کر

ہر شب کی خامشی میں سُنتا ہوں تیرے نغمے
اِک راز ہے بتایا تُو نے جگا جگا کر

اِلحاد سے جہاں کو اب پاک کر دے گردھر
وحدت کے چار سُو ہی چشمے بہا بہا کر

کچھ دے تو اس سے حصّہ ہم بھی ہیں بھگت تیرے
لائے تھے تم جو موہن! ماکھن چُرا چُرا کر

انیائے دہر کا ہے اِک دِل نواز تُو ہی
سب رنج و غم مٹا دے مُرلی بجا بجا کر

دُنیا و دیں سے بالکل بیگانہ کر دے مجھ کو
وحدت کے جامِ رنگیں ساقی پلا پلا کر

آ! و خلیق سب کو اِک بار پھر ملا دو
اتحاد و آشتی کا گانا سُنا سُنا کر

کرم کا کرتا (فاعل) کون ہے

از قلم پنڈت نریندر ناتھ شرما نیدر سب انسپکٹر پولیس سنگرور

अहं सर्वस्य प्रभवो मत्तः सर्वं प्रवर्तते ।। (श्रीगीता 10-8)

برھم کی پرتشٹھا (گیتا ۱۴-۲۷) بھگوان شری کرشن فرماتے ہیں "کہ میں واسُو دیو ہی تمام سرشٹی کو اُتپن کرنے کا کارن ہوں۔ ہر حرکت مجھ سے ہی ہوتی ہے"۔ آگے بھگوان ادھیائے ۱۸ اشلوک ۶۱ میں فرماتے ہیں۔ کہ ایشور ہر ذی جان کے ہردیہ میں موجود رہ کر اُس کو مایا کے چکر پر گھماتا ہے۔ وغیرہ

سام وید کے کین اُپنشد میں ایک کتھا آتی ہے کہ ایک مرتبہ دیوتاؤں نے اسُروں کو جنگ میں ہرا کر فتح حاصل کی۔ اُن کو اپنی طاقت پر گھمنڈ ہو گیا۔ بھگوان کسی کے غرور کو برداشت نہیں کرتے۔ اُن کا نام گرب پرہاری ہے۔ اتہاس و پُران ایسے واقعات سے بھرے پڑے ہیں۔ کہ جو نہی کسی کا غرور انتہا کو پہنچا۔ پرماتما نے اُس کو مٹی میں ملا دیا۔ مثال کے طور پر راون، دریودھن آدی۔ چنانچہ دیوتاؤں کے غرور کو توڑنے کے لئے پرماتما ایک عجیب حیران کن یکش کے روپ میں خلا میں ظاہر ہو گئے۔ دیوتا اُسے دیکھ کر حیران ہو گئے۔ اِندر دیوتا نے اگنی کو اُس یکش کا پتہ لگانے کے لئے بھیجا۔ جب وہ یکش کے پاس گیا۔ تو یکش نے پوچھا۔ کہ تم کون ہو، تمہاری کیا طاقت ہے۔ اگنی دیو نے گھمنڈ سے کہا کہ میں اگنی ہوں۔ چاہوں تو چشم زدن میں برھمانڈ کو جلا دوں۔ تب یکش نے ایک تنکا اُس کے سامنے رکھ کر کہا۔ کہ اچھا اِسے جلا دو۔ اگنی نے لاکھ سر پٹکا۔ لیکن تنکے کو نہ جلا سکا۔ اور شرمندہ ہو کر اندر دیوتا کے پاس جا کر کہا۔ کہ میں پتہ نہیں لگا سکا۔ پھر اندر دیوتا نے وایو دیو کو بھیجا۔ وہ اُسی تنکے کو باوجود کوشش کے اُڑا نہ سکا۔ اور وہی حشر ہوا، جو اگنی دیو کا ہوا تھا۔ اس پر اندر دیوتا خود یکش کے پاس پہنچا۔ لیکن یکش نے اُس کو بات چیت کا موقعہ نہ دیا اور غائب ہو گیا۔ اُسی جگہ بھگوتی اُما پرگٹ ہو گئی۔ اندر دیوتا نے پوچھا۔ ماتا جی! یہ یکش کون تھا۔ کیوں ظاہر ہوا، اور پھر کیوں غائب ہو گیا۔ اِس پر بھگوتی نے کہا۔ یہ خود پرماتما تھے۔ تمہارا ابھیمان دُور کرنے کے لئے ظاہر ہوئے تھے۔ اگنی میں جلانے کی اور وایو میں اُڑانے کی شکتی پرماتما کی ہی دی ہوئی ہے۔ تم کو اپنی فتح پر فضول غرور ہو گیا۔ سب کچھ پرماتما کی شکتی سے ہوتا ہے۔ اُسی نے تمہیں فتح بخشی ہے۔ تمہیں وشواس اور شردھا پُورک اُن کا دھنیہ واد کرنا لازم ہے۔ ؎

کرن کراون ایک ہے دُوسر ناہیں کوئے ؂ نانک تس بلہارنے جل تھل مہیل سوئے (سُکھمنی صاحب)

کر دیا میں نے کروں گا میں ہُوں بے ہُودہ خیال
کارفرما کامیابی میں ہے دستِ ذوالجلال
ہے نریندر ذرّہ ناچیز کیا تیری بساط
نقشِ اک بر آب ہے یہ زندگی آخر زوال

پرماتما کی ہی شکتی سے سب کام سرانجام پاتے ہیں۔ آدمی کو کرتا پن اپنے پر لادنا ناواجب ہے۔ واضح رہے، پرماتما، برہم، بھگوان، سری کرشن، سری رام ایک ہی سرو شکتیمان ہستی کے مختلف نام ہیں، وجود یا تتو کے لحاظ سے مختلف نہیں ہیں جیسے شِو شنکر۔ مرڈ آدی ایک ہی بھگوان بھوت بھاون وِشوناتھ کے نام ہیں۔

ایک کمہار مٹی کو پانی میں گوندھ کر ڈنڈے سے چاک کو گھماتا ہے اور مٹی سے اُوپر گھڑے کی صورت میں برتن تیار کرتا ہے۔ اگر مٹی، ڈنڈا یا چاک یہ گھمنڈ کرنے لگیں۔ گھڑا ہم نے بنایا ہے، تو یہ بات جیسی مضحکہ خیز ہے۔ ایسا ہی کسی آدمی کا یہ سوچنا کہ میں نے کر دیا یا کروں گا۔ جنون کے سوا کچھ نہیں۔ ہر شخص قدرت کے ہاتھ میں آلہ کار ہے۔ کرتاپن کے گھمنڈ کے لئے جگہ ہی کہاں ہے۔

مرھون ذاتِ حق ہُوں میں بے اختیار ہُوں
قدرت کے اُس کی ہاتھ میں آلۂ کار ہُوں (نریندر)

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ برھم یعنی آتما تو اکرتا ہے۔ صرف ساکشی ہے شریر (ستھول و سوکشم) جڑ پرکرتی سے بنے ہوئے جڑ ہیں۔ اس لئے آتما یا شریر یا کیلے کوئی کرم کیسے کر سکتے ہیں بھگوان نے شری گیتا میں واضح طور پر بتلایا ہے۔ کہ "سارے کرم پرکرتی کے گنوں (ست. رج تم) کے ذریعہ انجام پاتے ہیں جسم سے وابستہ ہو جانے کی وجہ سے مُوڑھ آتما (جیو آتما) میں کرتا ہُوں۔ ایسا مان لیتا ہے۔ گیتا ۳-۲۷" جو منشیہ سب کام پرکرتی کے ذریعے کئے ہوئے جان لیتا ہے۔ وہ آتما کو اکرتا محسوس کرتا ہے گیتا ۱۳-۲۹" "یوگی سمجھتا ہے کہ میں یعنی آتما کچھ نہیں کرتا۔ صرف اندریاں اپنے اپنے وشیوں میں کام کر رہی ہیں۔ گیتا ۵-۸-۹" "گنوں کے سوائے اور کوئی کرتا نہیں ہے۔ جب جیو آتما دڑھ نشچے سے اپنے کو دونوں شریروں سے جُدا سمجھتا ہے، تو بھگوت سروپ کو پراپت ہو جاتا ہے۔ گیتا ۱۴-۱۹" واضح ہے گنوں ست رج۔ تم سے سوکشم و ستھول شریر بنے ہیں اور شریر ہی کرم کرتا ہے، وہی بھوگتا بھی ہے۔ گیتا ۱۴-۲۰۔ اور آتما تو کیول محض چیتن ستا ساکشی ہے، سوکشم شریر اُس کے پرکاش کو گرہن کر کے ستھول شریر سے کرم کراتا ہے۔ انتہ کرن کے سوکشم ہونے کی وجہ سے اُس میں آتما کے پرکاش کو گرہن کرنے کی صلاحیت ہے۔ جیسے سُورج کے پرکاش کے آسرے منشیہ اپنا ویوہار کرتا ہے۔ سُورج کسی کا ہاتھ پکڑ کر بھلا بُرا کرم نہیں کراتا۔ اسی طرح آتما جو انتہ کرن کے گھیرے میں ہے۔ وہ تو سوئم پرکاش ہے، اور ساکشی ہے، کوئی کام کرتا ہے تو اپنے سوبھاؤ، پرکرتی کے انوسار انتہ کرن کرتا کراتا ہے۔ بھگوان نے گیتا ۵-۱۴ میں فرمایا ہے۔ کہ پرمیشور بھوت پرانیوں کے کرتاپن کو نہ

کرموں کو نہ کرموں کے پھل کے سنیوگ کو حقیقت میں رچتا ہے۔ صرف پرماتما کی ہستی کے موجود ہونے سے پرکرتی ہی کارفرما ہے۔ یعنی پرکرتی کے گن ہی گنوں میں کام کر رہے ہیں۔ یعنی سوکشم و ستھول شریر ہی کرم کر رہے ہیں۔

کوئی کرم کس طرح سرانجام پاتا ہے، اسکو ایک مثال سے سمجھئے۔ فرض کیجئے ہم دریا کے کنارے پر کھڑے ہیں۔ ہم نے آنکھوں سے دیکھا کہ ایک شخص جو کنارے پر نہا رہا تھا۔ بہاؤ تیز ہونے کے کارن بہنے لگا۔ اور ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس منظر کی اطلاع ہمارے بصارت نے من کو دی۔ من نے بدھی سے فیصلہ کیا۔ اب اگر ہمارے من اور بدھی ساتوک ہیں، تو بدھی اس دردناک حالت پر اس کو بچانے کی کوشش کا نرنے کرتی ہے اور من اس کے فیصلہ پر عملدرآمد کرنے کے لئے پاؤں کو پریرت کرتا ہے۔ ہم دوڑ کر جاتے ہیں۔ اب پاؤں تو اس کو بچا نہیں سکتے ہم ہاتھوں کو پریرنا دیتے ہیں، اور ایک رسہ اس کی طرف پھینکتے ہیں اور زبان سے پکارتے ہیں، رسے کو پکڑو اور ہاتھوں سے اس کو کھینچکر باہر نکال لیتے ہیں۔ اس عمل کو آئندہ بھی طول دیا جاسکتا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں اس عمل میں آنکھ، من، بدھی، پاؤں زبان نے اپنے اپنے ذمہ کا کام کیا۔ آنکھ، ہاتھ، پاؤں، زبان تو کرتا ہو نہیں سکتے۔ ان کو تو من اور بدھی نے پریرت کیا تھا۔ تو کرتا تو من اور بدھی یعنی انتہ کرن ہی ہوا، اور اسی نے اس کام کو کر کے فرض کی ادائیگی صحیح طور پر کرنے سے ترپتی یعنی آنند پراپت کیا۔ آپ نے دیکھا کہ انتہ کرن ہی کرتا اور بھوگتا ہے۔ آتما تو محض شاہد رہا ہے۔ ہاں اس کے وجود کے پرکاش سے یہ سب کام ہوئے۔

اگرچہ پراربدھ کے انوسار ہی ساتوک راجس یا تامس انتہ کرن بنا ہے اور پراچین کرموں کے انوسار پریرنا یا واسنا کا سپھرن ہوتا ہے۔ تاہم، صحیح شکشا، صحیح ماحول سے انسان کوشش یعنی پرشارتھ کر کے سوبھاؤ کو دبایا جاسکتا ہے۔ جیسا کہ بھگوان نے گیتا ادھیائے ۶، شلوک ۵ میں فرمایا ہے۔ کہ انسان کو اپنے دوارا اپنا ادھار کر لینا چاہیئے۔ اپنے آپ کو گراوٹ کی طرف نہیں لے جانا چاہیئے۔ ؎

جینا عبث نہ ہیں کہ رہاں غفلت شعار کا
جینا بہ احتیاط وہی شاد ماں گیا

پس تتو وچار، بھگتی، نشکام، کرم یا یوگ سے انسان کو لازم ہے کہ یہ دڑھ انو بھو کر لے کہ آتما اکرتا ہے اور انتہ کرن ہی کرتا اور بھوگتا ہے۔ پربھو کرپا اور مہا پرش کرپا شامل حال ہو، تو پرشارتھ سے آدمی کیا نہیں کر سکتا۔ اگیان کی گانٹھ کھل جائے۔ آتما تو ہمیشہ مکت ہی ہے۔

منظر ہے یہ باطل تو حقیقت ہے خدایا
کچھ مجھ کو تیرا ساز جہاں راس نہ آیا دینا ہو تو دے عشق تیرا مجھ کو خدایا

اب اس سے بے چین تو پھر یاس سے مضطر
پل بھر بھی سکوں دل کو میسّر نہیں آیا
ہوں کون، کیوں آیا ہوں، کہاں سے، ہیں جہاں میں
کس نے یوں مجھے گردشِ دوراں میں گھمایا
ہے رازِ خفی راز ہی رہ جائے گا آخر
پردہ ہے عجب دیدہ و دل پر میرے چھایا
اوراقِ بہت دفترِ حکمت کے گو اُلٹے
حل عُقدۂ ہستی کو مگر کر نہیں پایا
قربان ہوں یا رب۔ یہ تیری بندہ نوازی
کہ بندۂ عاجز کو رہِ عشق دکھایا
ادنےٰ سی ادا تیری ہے۔ یہ شعبدہ سازی،
پردے پہ جو فطرت کے یہ منظر ہی دکھایا
شاہد ہے تو اس منظرِ عالم سے بے لوث
منظر ہے یہ باطل، تو حقیقت ہے خدایا

ہر شے میں کیا عشق نے جلوہ تیرا عُریاں
یوں دیدہ و دل میں تو نریندر کے سمایا

(اوم تت ست)

رسالہ "اوم" کے معزز خریداران توجہ دیں:-

۱۔ اپنے پتہ والی چٹ کو بغور ملاحظہ فرماویں، اور اگر اس میں کوئی غلطی نظر آئے تو ہمیں فوراً مطلع فرماویں۔ تاکہ آئندہ غلط پتہ کی وجہ سے پرچہ ڈاک میں گم نہ ہو۔

۲۔ پتہ والی چٹ سے اپنا خریداری نمبر اپنی نوٹ بک میں نوٹ کرلیں اور بوقت خط و کتابت یا منی آرڈر بھیجتے وقت اس کا حوالہ ضرور دیں، تاکہ آپ کے حکم کی تعمیل فوراً ہو سکے۔

۳۔ منی آرڈر کوپن پر اپنا نام اور پورا پتہ خوشخط لکھیں۔ اور خریداری نمبر بھی ضرور لکھیں۔ اگر خریداری نمبر یاد نہ ہو، تو یہ ضرور لکھیں کہ میں پرانا خریدار ہوں۔ اگر آپ نئے خریدار ہیں تو یہ بھی لکھیں کہ میں نیا خریدار ہوں۔

۴۔ پرچہ نہ ملنے کی شکایت اسی ماہ کی 8 تاریخ کے بعد اور 15 تاریخ کے اندر ضرور کر دیں۔ ہم پرچہ دوبارہ فری بھیج دیں گے۔ دو دو، تین تین ماہ کے بعد شکایت کرنا اصولاً غلط ہے۔ ہر ایک خریدار کو قواعد کی پابندی لازمی کرنی چاہیئے ——— ۵۔ منی آرڈر صرف رسالہ "اوم" دہلی کے نام بھیجا کریں۔ کسی ذاتی نام پر ہرگز نہیں۔ اور چیک بنام "اوم" دہلی (THE "OM" DELHI) ہونا چاہیئے۔ دہلی سے باہر کے چیک پر -/4 روپے زائد ارسال کریں۔ یا دہلی کے کسی بنک کا ڈرافٹ بھیجیں۔

۶۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ بھیجنے کی کرپا کریں۔

——— منیجر

دِل میں کیوں شوخ وہ آکر میرا مہماں نہ ہُوا

از قلم۔ پنڈت نریندر ناتھ شرما نریندر ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس

مجھ پہ کیوں تیری مسیحائی کا احساں نہ ہُوا — ہائے کیوں دَرد کا میرے کوئی درماں نہ ہُوا

کسمپرسی پہ میری آج ہے خنداں عالم — دیکھ کر کیوں میری تذلیل۔ مہرباں نہ ہُوا

نیک و بد مجھ کو کہا کرتے ہیں بندہ تیرا — بندگی کا تیری مجھ سے کوئی ساماں نہ ہُوا

کون ہے کس سے بھلا جا کے میں آخر پوچھوں — دِل میں کیوں شوخ وہ آکر میرا مہماں نہ ہُوا

عیب جوئی تو کیا کرتا ہے اوروں کی مگر — کج روی پر کیوں بشر اپنی پشیماں نہ ہُوا

حُسنِ گفتار تو ہے عام جہاں میں۔ یارو — حُسنِ کردار کا ہونا مگر آساں نہ ہُوا

اِک سے اِک بڑھ کے ہیں شہزور جہاں میں لیکن — نفس کو جیتے کوئی اُس سا پہلواں نہ ہُوا

موت سے پہلے بہ ہر گام مرا وہ جاہل — آدمیت کی جو قدروں کا قدرداں نہ ہُوا

ناؤ اُس کی ہی کنارے سے ہوئی ہم آغوش — جو حوادث کے تھپیڑوں سے ہراساں نہ ہُوا

شدتِ عشق کی اعجازیاں۔ اللہ اللہ — دیدہ و دِل سے جدا شوخ کسی آن نہ ہُوا

پُتلۂ خاک تو ہونا تھا مقدر میں نریندر
حیف بدبخت کیوں خاکِ کوئے جاناں نہ ہُوا

رُباعی

بارگاہِ حق میں نالوں نے کیا ہیجاں بپا
بحرِ حق میں رحم کی موجوں کا اِک طوفاں اُٹھا
تابعِ فرمان آئی ایک رحمت کی جوار
شادمانی سے کیا سیراب بندہ برملا

بھگتی یوگ

از قلم پنڈت ست پال جی بھاردواج

سچے دِل سے اپنے جیون کو پرماتما کے ارپن کر دینے کو بھگتی کہتے ہیں۔ آتم سمرپن ہی کا دوسرا نام بھگتی ہے۔ بھگوان کا بھگت آٹھوں پہر آتما میں مست رہتا ہے۔ گو ہاتھوں سے وہ سب کام کرتا ہے۔ پر دِل میں ہمیشہ بھگوان کے نام کا سمرن کرتا رہتا ہے۔ اُس کے دِل میں بھگوان کے پریم کے علاوہ اور کسی قسم کی خواہش نہیں ہوتی۔ دُکھ و سُکھ اور مان اپمان کا اُس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اُس کے من میں وشواس ہوتا ہے۔ کہ یہ سب کچھ بھگوان کی ہی دین ہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ بھگوان جو کرتا ہے، وہ سب بھلا ہی کرتا ہے۔ اور اُس کی رضا میں ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ وہ تو بھگوان کو دِل سے کہتا رہتا ہے۔

ہے پاپ اور پُنیہ کیا — جانے یہ سب میری بَلا
یہ بھی نہیں ہیں جانتا — اچھا ہے کیا بُرا ہے کیا
میرے لئے ہے سب بھلا — جو کچھ بھی تو ہے کر رہا
میری رضا کوئی نہیں — تیری رضا میری رضا

سچے بھگت پر کام، کرودھ، لوبھ، موہ، اہنکار کا کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ ہر ایک اِستری اور پُرش میں ہی نہیں بلکہ ہر ایک جیو اور ہر ایک شے میں بھگوان کے درشن کرتا ہے، اور پرانی ماتر سے پریم کرتا ہے۔ گوسائیں تُلسی داس کے کہنے کے مطابق تو بھگت کہتا ہے کہ وہ دھن دولت، گھر بار سُکھ، مِتر، ماتا پِتا اور بھائی بندھو سب جل جائیں۔ جو بھگوان کے چرنوں کے سامنے ہونے میں سُبھاوک طور پر سہائتا نہیں کرتے۔ بھگت کی مہما کہاں تک بیان کروں "بھگت کے بس میں ہیں بھگوان" یہ بات سولہ آنے ٹھیک ہے۔ بھگت پرہلاد، شُداماں بھگت، نندا نائی، سدنا قصائی اور بھگت نامدیو وغیرہ کی کہانیاں تو آپ نے سُنی ہی ہوں گی۔ اُن سے بھگتی کی مہما کا صاف پتہ چلتا ہے۔ لیکن رام چرت مانس میں ایک بار بھگوان رام نے اپنے مُکھار بند سے لچھمن کو بتایا تھا۔

"دھرم سے ویراگ پیدا ہوتا ہے، ویراگ سے گیان پیدا ہوتا ہے۔ ویدوں نے کہا ہے کہ گیان سے موکش پد پراپت ہوتا ہے۔ پر ہے بھائی جس سے میں بہت جلدی خوش ہو جاتا ہوں۔ وہ بھگتوں کو سکھ دینے والی میری بھگتی ہے۔"

اِسی طرح ایک اور جگہ پر بھگوان رام نے کاگ بھشنڈی سے بھی کہا تھا ۔۔۔۔۔ "اِس سنسار میں جِتنے بھی جڑ اور چیتن جیو ہیں، وہ سب میری مایا سے پیدا ہوتے ہیں، اور میں اُن سب سے پریم کرتا ہُوں۔ پر اِن میں سے منش مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ منشیوں میں براہمن، براہمنوں میں وید پاٹھی براہمن وید پاٹھیوں میں وید مارگ پر چلنے والے۔ وید مارگ پر چلنے والوں میں ویراگی، ویراگیوں میں گیانی اور گیانیوں میں آتم گیانی مجھے بہت پیارے ہیں۔ جن کو میرے سوا اور کسی کا بھروسہ نہیں۔ اُن بھگتوں کے سمان مجھے کوئی دُوسرا پُرش پیارا نہیں۔"

آگے چل کر بھگوان رام نے کاگ بھشنڈی کو پھر بتلایا :-

"ایک ہی پتا کے کئی پُتر ہوتے ہیں، اور اُن کے گُن اور سُبھاو بھی الگ الگ ہوتے ہیں۔ کوئی پنڈت ہے تو کوئی تپسوی ہے۔ کوئی وید پاٹھی ہے تو کوئی دھرماتما ہے۔ اِن سب سے پتا کو ایک سا پیار ہوتا ہے۔ پر جو پُتر مَن اور شریر سے پتا کی سیوا کرتا ہے اور سُپنے میں بھی دوسرا اور کوئی دھرم نہیں مانتا۔ وہ پتا کو پرانوں کے سمان پیارا ہوگا۔ چاہے وہ سب طرح سے انجان بھی کیوں نہ ہو۔ اِسی طرح سے تینوں لوکوں میں جتنے بھی دیوتا، راکشش، منش یا دُوسرے جیو ہیں، اُن سب کو میں نے پیدا کیا ہے۔ اور میں اُن سب سے پریم کرتا ہُوں۔ پر اُن میں سے جو پرانی سب اہنکار اور چھل کپٹ کو چھوڑ کر مَن، بچن اور کرم سے میرا بھجن کرتا ہے، وہ پُرش ہو یا ہیجڑا، استری ہو یا پُرش، جڑ ہو یا چیتن۔ کوئی بھی ہو مجھے سب سے پیارا ہے۔ ہے کاگ بھشنڈی جی۔ میں سچ کہتا ہُوں۔ سوشیل سیوک مجھے پرانوں کے سمان پیارا ہے۔ یہ سوچ کر دُوسرے سب بھروسے چھوڑ کر تم میرا ہی بھجن کرو۔"

پھر ایک بار بھگوان رام نے اجودھیا نواسیوں کو صاف کہا تھا۔ "اگر تم اِس لوک اور پرلوک دونوں میں سُکھ پانا چاہتے ہو، تو میرے بچن سُن کر اُن کو اپنے ہردے میں اچھی طرح بسا لو۔ ہے بھائی۔ وید اور پورانوں نے میری ہی بھگتی کی مہما گائی ہے۔ یہ مارگ بہت آسان اور سُکھ دینے والا ہے۔"

شریمد بھگوت گیتا کے آٹھویں اُدھیائے کے شلوک ۲۲ میں بھگوان کرشن نے بھی ارجن سے کہا ہے۔ "ہے ارجن، جس پرماتما کے اندر یہ سب جیو نواس کرتے ہیں، اور جو اِس سب جگت میں سمایا ہُوا ہے۔ وہ پرم پُرش برھم ایسی بھگتی کے دوارہ پایا جا سکتا ہے۔ جس میں کسی اور ہستی کا خیال تک نہ ہو۔"

پھر نویں اُدھیائے میں بھی بھگوان کرشن نے بھگتی کی بہت تعریف کی ہے، اور یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کوئی شخص کتنا بھی نیچ کیوں نہ ہو۔ اگر وہ اُن کی بھگتی کرتا ہے تو اُس کو فوراً پرم گتی مِل جاتی ہے۔ لیجئے اُن کے وچار اُن کی زبانی سُن لیجئے۔

شلوک ۲۲۔ جو پُرش صرف مجھ میں شردھا رکھتے ہیں، اور میرے دھیان میں مگن رہتے ہوئے

میری ہی پوجا کرتے ہیں۔ لگاتار یوگ کا ابھیاس کرنے والے اُن بھگتوں کو مَیں یوگ کے ساتھ ساتھ وہ سب سادھن دے دیتا ہوں جن سے وہ میرے سروپ کو پاکر پھر کبھی مجھ سے الگ نہ ہوں ــــــ شلوک ۲۵۔ دیوتاؤں کی پوجا کرنے والے لوگ دیوتاؤں میں جا ملتے ہیں۔ اور پتروں کی پوجا کرنے والے لوگ پتروں میں جا ملتے ہیں۔ پر میری پوجا کرنے والے میرے بھگت مجھ میں ہی مل جاتے ہیں۔

شلوک ۲۶۔ شردھا کے ساتھ جو پرش مجھ کو ایک پتہ، پھول، پھل یا پانی بھینٹ کرتا ہے پریم سے دی ہوئی اُس نشکام بھگت کی بھینٹ کو مَیں ساکار ہو کر گرہن کر لیتا ہوں۔

شلوک ۲۷۔ ہے ارجن! تو جو کرم کرتا ہے، جو کھاتا ہے، جو ہون کرتا ہے، جو دان دیتا ہے، اور جو تپ کرتا ہے۔ وہ سب میرے ارپن کر دے۔

شلوک ۲۸۔ اس پرکار یوگ کا ابھیاس کرتا ہوا! تو اچھے اور برے پھل دینے والے سب کرموں کے بندھن سے آزاد ہو جائے گا۔

شلوک ۲۹۔ میرے لئے سب لوگ ایک جیسے ہیں۔ مجھے نہ کسی سے نفرت ہے نہ لگاؤ۔ پر جو لوگ پریم سے میرا بھجن کرتے ہیں، وہ ہمیشہ مجھ میں نواس کرتے ہیں، اور مَیں اُن میں نواس کرتا ہوں ــــــ شلوک ۳۰۔ برے سے برا کرم کرنے والا پرش بھی اگر اور سب کچھ چھوڑ کر میرا بھجن کرنے لگتا ہے۔ تو اُس کو سریشٹ ہی سمجھنا چاہیئے۔ کیونکہ اُس کا نشچے ٹھیک ہے۔

شلوک ۳۱۔ ایسا پرش جلدی ہی دھرماتما بن جاتا ہے، اور کبھی ناش نہ ہونے والی شانتی کو پا لیتا ہے۔ ہے ارجن! تو بالکل سچ جان۔ میرے بھگت کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔

شلوک ۳۲۔ استری، ویش، شودر یا نیچ کُل میں جنم لینے والا کوئی بھی ہو۔ میری شرن میں آکر وہ پرم گتی کو پا لیتا ہے۔

شلوک ۳۳۔ پھر پنیہ کرم کرنے والے براہمنوں اور راج رشی بھگتوں کا تو کہنا ہی کیا۔ اس لئے اس ناشوان شریر کو پاکر جس میں کوئی سکھ نہیں۔ تو میرا ہی بھجن کر۔

شلوک ۳۴۔ تو مجھ میں ہی من کو لگا۔ میری ہی بھگتی کر، میرے لئے ہی یگیہ کر اور مجھے ہی نمسکار کر۔ اس پرکار میری شرن میں آکر تو اپنے آتما کو مجھ میں جوڑتے ہوئے مجھے ہی پا لے گا۔

آگے چل کر دسویں ادھیائے میں بھگوان کرشن نے پھر صاف کہا ہے۔

شلوک ۸۔ مَیں واسدیو ہی سب جگت کو پیدا کرتا ہوں۔ اور مَیں ہی سب جگت کے چکر کو چلاتا ہوں۔ یہ سمجھ کر شردھا سے یکت ہوئے۔ بدھیمان پرش ہمیشہ میرا ہی بھجن کرتے ہیں۔

شلوک ۹۔ مجھ میں من کو لگانے والے اور اپنے پرانوں کو میرے ارپن کرتے والے لوگ آپس میں

میری چرچا کرتے ہُوئے اُور میرا کیرتن کرتے ہُوئے سدا خوش رہتے ہیں اُور ہمیشہ مجھ میں نواس کرتے ہیں۔

شلوک ۱۰۔ ہمیشہ میرے دھیان میں مگن رہنے والے اُور شردھا سے میری بھگتی کرنے والے اُن بھگتوں کو میں وہ بُدھی یوگ دے دیتا ہُوں جس سے وہ آسانی سے مجُھ کو پاسکیں۔

اِسی طرح گیارھویں اُدھیائے میں ارجن کو اپنا وراٹ سرُوپ دِکھانے کے بعد بھگوان کرشن نے بھگتی کی تعریف کرتے ہوئے کہا تھا۔

شلوک ۵۳۔ جیسے تم نے مجھ کو اب دیکھا ہے، ایسے میرے سرُوپ کو کوئی ویدوں کے پاٹھ دوارہ دیکھ سکتا ہے۔ نہ تپسیا دوارہ اُور نہ ہی دان یا یگیہ دوارہ۔

شلوک ۵۴۔ پر ہے ارجن۔ سچّی بھگتی دوارہ میرے اس سرُوپ کو نہ صرف دیکھا جا سکتا ہے اُور نہ پوری طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ بلکہ مجھ میں مِل جانا بھی ممکن ہے۔

شلوک ۵۵۔ پر ہے ارجن۔ جو پُرش سب کرم میرے لئے ہی کرتا ہے، مجھے پانے کی ہی کوشش کرتا ہے۔ میری ہی بھگتی میں لین رہتا ہے اُور موہ کو تیاگ کر سب پرانی ماتر سے پریم کرتا ہے۔ وہ ایک دِن مجھ کو ہی پالیتا ہے۔

شریمد بھگوت گیتا کے ان شلوکوں کو پڑھ کر صاف نظر آتا ہے۔ کہ بھگوان کو بھگت سب سے پیارا ہے، اُور وہ اُپنے بھگت پر ہمیشہ دَیا کرتے رہتے ہیں۔ بھگت بھی اپنا سب کچُھ بھگوان پر چھوڑ دیتا ہے۔

ضمیر کی آواز

جس سفینے کی ترے قبضے میں پتوار نہ ہوں
رَو میں تنکے کی طرح بہنا تو کچھ مشکل نہیں

اُس سفینے کو ڈبو دے باد باں کو توڑ دے
بات تو جب ہے کہ طُوفانوں کے رُخ کو موڑ دے

خود تری تدبیر ہی خلّاق ہے تقدیر کی
کون کہتا ہے خُدا پر زندگی کو چھوڑ دے

(اقبال)

سوامی ہری داس

شری ہری چند خوشدل ایم اے (سونی پت)

سوامی ہری داس گھومتے گھامتے گوالیار کے ایک باغ میں جب داخل ہوئے تو اُس باغ کے کسی کونے سے اُنہیں شیر کی گرج سُنائی دی لیکن باغ میں شیر تو کہیں نہیں دِکھائی دیا۔ ہاں ایک لڑکا شیر کی آواز کی نقل کرتا ہُوا گرج رہا تھا۔ اُس نے سوامی جی کو بتلایا "کہ مالک نے اُسے باغ کی رکھوالی پر تعینات کر رکھا ہے۔ وہ یہاں بیٹھ کر شیر کی گرج کی ہو بہو نقل کرتا ہے۔ تو لوگ شیر کے خوف سے باغ سے دُور دُور رہتے تھے۔ اور اِس طرح باغ کے پھل محفوظ رہتے تھے۔ سوامی جی کے اِصرار پر جب اُس نے اپنے فن کا پھر مظاہرہ کیا تو سوامی جی اُسے اپنا چیلا بنا کر ساتھ لے گئے۔ اور اُسے راگ وِدیا سکھا کر راگ کا دھنی بنایا۔ وہ لڑکا بعد میں تان سین کے نام سے مشہور ہُوا۔

گوالیار کے مہاراجہ نے اُسے اپنے دربار میں رکھ لیا۔ کچھ عرصہ اکبر کے کانوں میں جب اُس کے کمال کی شہرت پہنچی تو اُس نے مہاراجہ کو مجبور کر کے تان سین کو اپنے دربار میں بُلوا لیا۔ وہ دِل برداشتہ ہو کر آیا تھا، اور کافی عرصہ تک بادشاہ سے کھچا کھچا رہا۔ بلکہ وہ رواج کے خلاف دائیں ہاتھ کی بجائے بائیں ہاتھ سے سلام کرتا تھا۔ کیونکہ فرطِ عقیدت کے باعث وہ سمجھتا تھا کہ دائیں ہاتھ سے سلام کا حقدار صرف مہاراجہ گوالیار ہے۔

آموں کے شاہی باغ میں اکبر اور اُس کے مصاحبین گھوم رہے تھے۔ اکبر کی اجازت تھی۔ کہ اپنے ہاتھوں کو اونچا کر کے جتنے آم کوئی توڑ سکے، توڑ کر کھا لے۔ باقی سب تو مزے میں رہے۔ لیکن تان سین چھوٹے قد کے کارن محرُوم رہا۔ بادشاہ نے اُس کی مشکل کا احساس کرتے ہوئے اپنے کندھے پر اُٹھا کر کہا۔ لو اب جتنے آم چاہو توڑ کر نیچے پھینکتے جاؤ۔ ہم دونوں مِل کر کھائیں گے۔ تب سے تان سین کے دِل سے پُرانی رنجش جاتی رہی۔ اور وہ اکبر سے سچّے دِل سے محبت کرنے لگا۔ ؎

گویا جب گلے سے مِل گئے سارے گِلے جاتے رہے

تان سین کے گورو سوامی ہری داس کے بزُرگ آج سے لگ بھگ ۵۰۰ سال قبل مُلتان کے اُچ گاؤں کے نواسی تھے۔ وہاں سے وہ علی گڑھ کے ضلع کھیڑا نام کی بستی بسا کر رہنے لگے۔ سوامی ہری داس آشودھر کے تین بیٹوں میں سے ایک تھے۔ اُن کی شادی ۱۵ برس کی عُمر میں کر دی گئی۔ لیکن اس بندھن

کو توڑ کر وہ برندابن چلے آئے۔ جب اُن کی سنگیت کلا کی دھوم ہندوستان بھر میں پھیلی تو تان سین اور بیجو بھی اُن کے پاس راگ وِدّیا سیکھنے کو پہنچ گئے۔ نودھا بھگتی میں ایک طریقہ کیرتن سے پربھو کو رجھانے کا ہے۔ سوامی جی پربھو بھجن میں اتنے مست ہو جایا کرتے تھے کہ دنیا و جہان سے بے سُدھ ہو کر اُسی کے ہو کر رہ جاتے۔

پرکاشانند کو اپنی یوگ وِدّیا کا گھمنڈ تھا۔ وہ کوئی بھی رُوپ دھارن کر سکتا تھا۔ سوامی جی کے سامنے جب وہ مور کی شکل میں آیا۔ تو سوامی جی نے اُس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیر کر کہا "سوامی جی۔ دھنیہ بھاگ جو درشن ہوئے۔ وہ شرمندہ تو ہوا۔ لیکن دِل سے اکڑ نہیں گئی۔ تب سوامی جی نے اُس کی ایسی نظریں کر دیں کہ ہر پشو میں اُسے اپنی صورت دِکھائی دی۔ وہ گھبرایا اور سوامی جی کے چرنوں میں گر کر معافی کا خواہاں ہوا۔

دیا رام کے ہاتھ پارس لگ گیا۔ وہ سوامی جی کا چیلا بننے آیا۔ تو سوامی جی نے کہا "یہ پتھر ہم سادھوؤں کے کس کام کا۔ اِسے جمنا میں پھینک آؤ" اُس نے حکم کی تعمیل تو کر دی لیکن من سے پارس کا خیال نہیں گیا۔ سوامی جی سب جانتے تھے۔ ایک دِن دیا رام سے کہا۔ "جمنا جی سے ایک مُٹھی ریت کی لیتے آنا۔ دیا رام نے جونہی جمنا کی ریت لینے کے لئے ندی میں جہاں جہاں جتنی بار بھی ہاتھ ڈالا۔ ریت کی بجائے پارس منی اور کئی پرکار کے ہیرے ہاتھ لگے۔ دِل میں شرمندہ ہو کر سوامی جی کی عظمت کا قائل ہو گیا۔

ایک بار اورچھا نریش راجا رام بگھیل نے اِس بات پر اعتراض کرتے ہوئے کہ سوامی جی مٹّی کے برتنوں میں بھگوان کو بھوگ لگواتے ہیں۔ سوامی جی سے کہا کہ وہ اُن کے لئے چاندی سونے کے برتن مہیا کریں گے۔ اِس پر سوامی جی نے اُسے کُٹیا کے اندر جا کر بھگوان کی مورتی کے درشن کرنے کو کہا۔ تو راجہ کو یہ دیکھ کر از حد حیرت ہوئی کہ سب برتن سونے چاندی کے دِکھائی دے رہے ہیں۔

اکبر بادشاہ کی ضد پر تان سین اُسے اپنے ساتھ لے کر گُرو ہری داس کی کُٹیا پر پہنچے۔ گُرو کسی کے کہنے پر نہیں، بلکہ اپنی موج میں آکر ہی گایا کرتے تھے۔ اُنہیں بھلا اکبر کی کیا پرواہ تھی۔ تان سین نے ایک اٹکل لڑاتی تانپورہ اُٹھا کر غلط ڈھنگ سے بجایا، تو گُرو جی ناراض ہو کر بولے "یوں نہیں، یوں بجایا جاتا ہے۔" اور پھر اُنہوں نے وہ سماں باندھا کہ در و دیوار جھوم اُٹھے۔

راستے میں اکبر نے کہا۔ "تان سین۔ تمہارے کمال میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جو آنند۔ رس گُرو جی کے راگوں میں ہے، تمہارے راگوں میں نہیں۔" تان سین نے جواب دیا۔ حضور میں شاہِ ہندوستان کے دربار کا گویا ہوں۔ اور گُرو جی شاہوں کے شاہ شہنشاہِ عالم کے دربار میں گاتے ہیں۔ وہ تو اپنے 'یار' کی 'یاری' میں مست ہو کر گاتے ہیں۔ تو اُنہیں اپنے یار کے سوائے اور کسی کا دھیان ہی نہیں رہتا۔"

ایسے بھگتے تان سین کے گورو سوامی ہری داس جنہوں نے اپنی راگ ودّیا سے بھگوان سے باندھ رکھا تھا۔ کاش ہم جیسے گناہگاروں میں بھگوان کے تئیں ایسی شردھا اور پریم پیدا ہو جائے۔ پربھو بھگتی کا آنند تو گونگے کا گڑ ہے۔ جس کے سواد کا انوبھو تو ہو سکتا ہے۔ بیان نہیں ہو سکتا۔

پربھو من میرا ایسا کر دو

شری ہری چند خوشدل ایم اے (سونی پت)

ہے دین دیال کرپال پربھو۔ مجھے ایسا کوئی ور دو
سنکٹ میں گھبراؤں نہیں میں، غلط راہ پر جاؤں نہیں میں، گیان اُجالا بھر دو
پربھو من میرا ....
سب کو پریم اور پیار سکھاؤں، من سے چھل اور کپٹ ہٹاؤں، دیس سیوا میں جان لڑاؤں
یہ اچھا پوری کر دو۔ پربھو من میرا .....
سدا اپنا کرتویہ نبھاؤں، دُراچار کے پاس نہ جاؤں، ست سنگت میں سمیہ لگاؤں
ایسا کوئی منتر دو۔ پربھو من میرا .....
کسی پہ گر آپتی آئے، میرا من ویاکل ہو جائے، کروں سہائتا۔ جو۔ بن آئے
ایسا سدا اوسر دو۔ پربھو من ......
نہیں خوشدل کو دھن کی اچھا، رہے نام سمرن کی اچھا، پوری ہو یہ من کی اچھا
سدھ منور تھ کر دو۔ پربھو من ......

ہے دین دیال کرپال پربھو ویاپک ہو جب تم گھٹ گھٹ میں۔ خوشدل کے سر پہ ہاتھ رکھو
رہو سدا سہائی سنکٹ میں

تیرے کرم کا بھروسہ سدا ہے خوشدل
گناہگار ہوں معافی کی بھیک مل جائے

ویدانت

(پروفیسر نربل چند رجی)

ویدانت کے لفظی معنی وید کا انت (انجام) ہیں۔ اور چونکہ وید کی تعلیم اُپنشدوں میں اپنا کمال عُروج حاصل کرتی ہے۔ اس لئے اُپنشدوں کی تعلیم کو ویدانت کہا جاتا ہے۔ گویا ویدانت ویدوں کے چوٹی کے گیان کا نام ہے۔ یہ وہ اُونچے سے اُونچا گیان ہے، جو بھارت کے قدیم رشیوں نے طویل کھوج تپسیا اور یوگ سے حاصل کیا تھا۔

بعض لوگ وید کے معنی گیان بتلاتے ہُوئے کہتے ہیں۔ کہ جہاں علم اپنے انتہائی کمال پر پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا نام ویدانت (انتہائے علم) ہے۔ تفصیلی علم کی کبھی اور کہیں انتہا نہیں مل سکتی۔ یہ ہمیشہ ہی پھیلتا اور ترقی کرتا رہے گا۔ مگر جب علم اپنے چشمے کی کھوج میں اُس حقیقت تک پہنچ جاتا ہے۔ جو ایک غیر محدود، ابدی اور کاملہ ہے۔ تب اس سے پرے جا ہی نہیں سکتا۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ کہ علم اپنے محیط کی طرف پھیلاؤ میں تو کوئی حد رکھ نہیں سکتا۔ مگر اپنے مرکز کے پہلو پر ایک مقام پر ختم ہو جاتا ہے۔ ظہوری پہلو پر علم کی نہ کوئی انتہا ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔ مگر حقیقت کے پہلو پر یہ اپنا کمال حاصل کر سکتا ہے۔

عام طور پر تحقیقات کا رُخ محیط کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ مگر مشرق میں انسانی تحقیقات مرکز کی طرف مائل چلی آتی ہے۔ سائنس اور ویدانت میں یہی بڑا فرق ہے۔ سائنس بے حد ترقی تو کر سکتی ہے۔ مگر سدا کمال سے دُور ہی رہتی ہے۔ علم کی زیادتی کے ساتھ ساتھ اس کی جہالت کا احساس بھی شدید سے شدید تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ لیکن اس کے خلاف ویدانت جس حقیقت پر پہنچاتا ہے۔ وہاں ترقی نہیں، کمال ہے۔ دوڑ دھوپ نہیں، قرار ہے۔ انتشار نہیں تسکین ہے، طاقت نہیں محبت ہے۔ غیریت نہیں۔ عینیت ہے۔

اسی لئے دُرست طور پر کہا گیا ہے کہ جہاں فلسفہ کا خاتمہ ہے۔ وہاں ویدانت کا آغاز ہے۔ فلسفہ چیزوں، واقعات اور مختلف علوم میں وحدت کی تلاش کرتا ہے اور اس وحدت کو عقلاً ثابت کرنے پر ختم ہو جاتا ہے۔ مگر ویدانت صرف وحدت وجود پر ہی بس نہیں کر دیتا۔ بلکہ اس انتہائی ذات کو براہ راست جانتا ہے، جو وحدت وکثرت سے بھی اُوپر انہیں جاننے اور روشن کرنے والی ہے۔

جس طرح معدہ کے لئے خوراک، آنکھوں کے لئے روشنی، کانوں کے لئے آوازیں۔ دل کے لئے حسن و جمال، دماغ کے لئے علم و حکمت ضروری ہیں۔ اسی طرح انسانی رُوح بھی اس حقیقت کو پائے بغیر کبھی تسلّی نہیں پاسکتی۔ جو ایک ابدی، غیر محدود اور کامل ہے۔ اس رُوحانی غذا کو حاصل کئے بغیر ہمارا شکم پُر ہوتے پر بھی ہم بھوکے اور بیقرار ہی رہتے ہیں۔ اور سب کچھ مل جانے پر بھی اس آتم بھوجن کے سوا نہ کسی کو شانتی ملی ہے اور نہ مل سکے گی۔

ویدانت ہمیں اُس حقیقت کا رُوبرو اور ہُو بہُو درشن کرا دیتا ہے۔ جو درشن کرنے والے کی اپنی ہی جان اور روشنی ہے۔ جسے پاکر اس کی ابتدائی بھوک اور ڈر مٹ جاتے ہیں، اور جس میں وہ سب کے ساتھ اپنی وحدت دیکھتا ہے۔ اس اپنی اندرُونی حقیقت کو پاکر ہی انسان کمال زندگی حاصل کرتا ہے۔ ورنہ وہ صرف راہ ترقی پر سفر کرتا ہُوا کبھی اپنے اَبدی گھر میں قرار نہیں پاتا۔ اس حقیقت کو پاکر انسان اپنے وجود کی محدودیت، جزویت اور خصوصیت سے نجات پاکر اپنی رُوحانی غیر محدودیت، کلیت اور ہمہ گیری کے احساس کی بے اندازخوشی حاصل کرتا ہے۔ وہ اپنے سدا بدلتے ہُوئے ناقص وجُود کے اندر ہی اپنی سدا جیوں کے تیوں رہنے والی ذات کاملہ کا تجربہ حاصل کرکے شوک ساگر سے پار ہو جاتا ہے۔ ظاہراً کمزور ہو کر بھی وہ اپنے اندر غیر محدود طاقت کے امکانات دیکھ کر بے انداز خود اعتمادی اور جرأت حاصل کرتا ہے۔ دُکھ اور موت اُسے ڈرا یا دبا نہیں سکتے۔ اس کے اتھاہ بحرِ ذات پر دُکھ اور موت بلبلوں کی مانند اُٹھتے اور مٹتے رہتے ہیں۔ وہ خود میں ہی سچی خوشی کے خزانے پاکر چاروں طرف خوشی اور محبت کی رُوئیں براڈ کاسٹ کرتا رہتا ہے۔

انسان اپنے بیرُونی پہلو پر مرکب، پُر اختلاف، سدا بدلنے والا وجود نظر آتا ہے۔ مگر وہ اپنے اندرُونی پہلو پہ بیدار ہو کر اس ایک "حقیقت" کو پالیتا ہے۔ جو ہر جگہ وُہی کی وُہی اور سدا جیوں کی تیوں ہے۔ جس سے اور جس کے اندر سب کچھ ہے۔ اور جو خود کسی سے یا کسی کے اندر نہیں۔ جب تک اپنے آپ کو انسان صرف ایک مخلوق، محدود، ضعیف اور فانی وجود سمجھتا ہے۔ تب تک اس کی زندگی محض حقیر شے ہے اسی حالت میں وہ اپنی چھوٹائی اور ناچیزی کو بھولنے کی خاطر لذائت محسُوسات میں ڈوبنے کی کوشش کرتا ہے یا نشے یا خواب کی مدد سے اپنی من بھاتی دُنیا کے دھوکے کو جنم دیتا ہے۔ اور واقعات کو ہُو بہُو دیکھنے کی ہمت نہیں رکھتا۔ مگر جب ویدانت کی روشنی اس کی شبِ جہالت کا خاتمہ کر دیتی ہے۔ تب وہ اپنی ہستی کو نہ صرف قابلِ قدر پاتا ہے۔ بلکہ کل موجودات میں اپنے ہی رُوحانی خزانوں کی جھلکیں دیکھا کرتا ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں، وہ نئی، بہتر اور خوش تر دُنیا کی تخلیق کے لئے آمادگی ظاہر کرتا ہے، اور دُنیا میں رہ کر بھی اس سے اُوپر براجتا ہے۔ قسمت کا کھلونا بنے رہنے کی بجائے وہ اپنی قسمت کا خود فیصلہ کرنے کے لائق ہوتا ہے۔

جس طرح آج علمی ایجادات نے ساری قوموں اور ملکوں کو آلاتی طور پر ایک کر دیا ہے۔ اسی طرح ویدانت بھی موجودات اور کل بنی نوع انسان کی وحدت دکھلا کر دنیا میں محبت اور موافقت پیدا کرتا ہے۔ ویدانت کا عالمگیر اُجالا نہ ہونے کے باعث ہی آج سائنس دنیا کی تباہی کا آلہ بن رہی ہے۔ ویدانت کی روشنی میں یہ نہایت ہی قیمتی تعمیری ہتھیار ثابت ہو سکتی تھی۔ طاقتوں کا باہمی مقابلہ یا موازنہ کبھی امن کا موجب نہ ہوگا۔ اندرونی وحدت کا بلاشک وشبہ دیدار ہی کل اقوام کو ایک ہی زندگی کے اعضائے مختلفہ کی مانند متحد کر سکتا ہے۔

ویدانت کوئی خیالی فلسفہ نہیں ہے۔ یہ وہ روشنی ہے۔ جس کے سوا باقی اُجالے بھی تاریکی کا اثر رکھتے ہیں۔ اس ادھیاتمک اجالے کے اندر ہی طاقت، عقل، سائنس اور زندگی اپنی سپھلتا حاصل کرتے ہیں۔ وہ دن دنیا کے لئے واقعی طور پر ایک نیا اور بڑا دن ہوگا۔ کہ جب تمام افراد انسانی ایک دوسرے اور سارے جگت کے ساتھ اندرونی وحدت کا براہ راست تجربہ حاصل کر کے ہر طرف اپنا آپ دیکھنے کے قابل ہوں گے۔

ویدانت کے گیان اُجیارے میں جاگے بغیر انسان نہ تو اپنے پاؤں پر کھڑا ہوتا ہے۔ اور نہ ہی ابھر اونچا کر سکتا ہے۔ وہ کسی نہ کسی کا پشو یا داس ہی رہتا ہے۔ اس کا مذہب بھی خوف، خواہش، خود حفاظتی اور آرام طلبی پر مبنی ہوتا ہے۔ اسے ہر دم کسی نہ کسی سہارے یا پناہ گاہ یا بیرونی امداد کی ضرورت محسوس ہوا کرتی ہے۔ مگر ویدانت کا امرت پی کر انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر عجب نظارہ کیا ہو سکتا ہے۔ کہ ویدانت رسائن کا سیون کرنے پر کائنات کے روبرو نہایت ہی ننھا اور کمزور سا انسانی وجود اپنی ذاتی عظمت کے احساس سے اپنے اندر نہ صرف کوئی خوف اور محتاجی نہیں رکھتا۔ بلکہ مثبت طور پر اپنے اندر سے روشنی، محبت، خوشی، خوبصورتی اور زندگی کے اگھٹ خزانوں کو باہر کرتا ہے۔

ویدانت کے علم ذات کے بغیر زندگی، انفرادی یا اجتماعی طور پر کوئی معنی یا کمال یا خوشی نہیں رکھ سکتی۔ اگر سائنس دنیا کو بہتر بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ سائنس بے سود ہے۔ بلکہ اس لئے کہ اس کے ہاں صرف ظہورات کی روشنی ہے۔ حقیقت کی روشنی (ویدانت) نہیں۔ یہ انتہائی حقیقت صرف اپنے آپ میں ہی براہ راست پائی جا سکتی ہے۔ باہر کسی مکان و زمان میں نہیں۔ ویدانت اس حقیقت کی طرف آنکھیں کھولتا ہے۔ انسان کو سچے معنوں میں انسان بنا کر اسے پورا انسانی حق دیتا ہے۔ تب انسان صرف ایک خاکی وجود نہیں رہتا۔ بلکہ گیان اور پریم کا ٹپتلا ہو کر اشاعت سرور کا نہایت ہی مقدس مرکز بن جاتا ہے۔ ویدانت کے بغیر۔ دنیا کے لئے کہیں اور کبھی نجات نہیں ہے۔

عقل و دل

(سر ڈاکٹر محمد اقبال)

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں

ہوں زمیں پر، گذر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رسا ہوں میں

کام دنیا میں رہبری ہے مرا
مثلِ خضرِ خجستہ پا ہوں میں

ہوں مفسّر کتاب ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں

بوند اِک خون کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں

دل نے سُنکر کہا یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی دیکھ، کیا ہوں میں

رازِ ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں

ہے تجھے واسطہ مظاہر سے
اور باطن سے آشنا ہوں میں

عِلم تجھ سے، تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو، خدا نما ہوں میں

عِلم کی اِنتہا ہے بے تابی
اِس مرض کی مگر دوا ہوں میں

شمع تو محفل صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں

تو زمان و مکان سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ راہ آشنا ہوں میں

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرشِ ربِّ جلیل کا ہوں میں

کمارل بھٹاچاریہ

(پنڈت جگن ناتھ پربھاکر)

کمارل بھٹاچاریہ براہمن کُل بھوشن تھے۔ اُن کی بُدھی بہت تیز اور نرمل تھی۔ اُن کی دماغی قوّت نہایت حیرت انگیز تھی۔ چھوٹی عُمر میں ہی اُنہوں نے تمام وید شاستروں کا اچھی طرح مطالعہ کر لیا تھا۔ ایک دفعہ وہ اپنی دُھن میں مست۔ جانے کیا سوچتے ہُوئے ایک عالیشان مکان کے نیچے سے گذر رہے تھے۔ اس مکان کی بالائی منزل پر ایک راجکماری بیٹھی ہُوئی دھرم کی دُردشا، خستہ اور افسوسناک حالت، عوام کی ویدا اور ایشور پر اشردھا یا غیر عقیدت مندی کا دُکھڑا روتی ہُوئی سوچ سوچ کر یہ آدھا شلوک پڑھ رہی تھی۔

" किं करोमि कव गच्छामि को वेदानुद्धरिष्यति "

یعنی مَیں کیا کرُوں اور کہاں جاؤں۔ اِس اندھکار ناستکتا کے زمانے میں کون ویدوں کا اُدھار کرے گا۔ اِس دَرد بھری اور پُر معنی آواز کو سُن کر کمارل بھٹاچاریہ نے شلوک کو مکمل کرتے ہُوئے جواب دیا:-

" नाविभैषीर्वरा रोहे भट्टाचार्योस्ति भूतले "

مطلب:- " اے پری! فکر مت کر بھٹاچاریہ پرتھوی پر ویدوں کا اُدھار کرنے والا موجود ہے "۔

اس واقعہ کے بعد سچ مچ بھٹاچاریہ کے دل میں ویدوں کے اُدّھار اور ناستکتا کے سنگھار کی آگ سی لگ گئی، اور وہ سنسار کی نشکام سیوا کے لئے کرم کشیتر میں سرفروشی کی تمنّا لے کر کُود پڑے۔

اِس زمانہ میں ناستکتا کے فروغ کی ذِمّہ داری بودھ دھرم اور جین مت کے پیروکاروں پر عائد ہوتی تھی۔ اُن میں بہت سی ایسی ہی خامیاں آگئی تھیں، جو در حقیقت اِن ہر دو مذاہب کے بانیوں کے عقائد کے خلاف بھی تھیں۔ یعنی وہ اپنے دھرم کا بھی سچّا سرُوپ بھُول گئے تھے۔ ویدوں کے سدھانت کے سمجھنے کی بات ہی الگ تھی۔ لیکن اِن ہر دو مذاہب کے پیروکاروں کے ہاتھ میں ہر طرح کی طاقت تھی۔ حکومت اِن کی اپنی تھی۔ قانُون اپنا تھا۔ اکثریت کی طاقت اِنہیں نصیب تھی۔ پرچار اپنے مشن کی تعلیم و تدریس کی تمام مراعات ان کے حصّہ میں تھیں۔ بھارت ورش کے طول عرض پر اِنہیں کا طوطی بولتا تھا۔ کسی کی کیا مجال کہ اُن کے خلاف زبان کھولے اور سانپ کے بل میں دیدہ دانستہ ہاتھ ڈالے۔ غرضیکہ ان ہر دو زبردست طاقتوں سے کمارل بھٹاچاریہ کی ٹکر

تھی۔ ان کے خلاف جہاد کر کے ہی وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو سکتے تھے۔ مگر یہ کوئی بچوں کا کھیل نہ تھا۔ بلکہ تلوار کی تیز دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ اس کے علاوہ ایک اور خوفناک طاقت تھی جس کا کمارل بھٹاچاریہ کو سامنا کرنا تھا۔ وہ تھی وشنیوں، شیووں اور شاکتوں کی باہمی مخالفت اور اپنی اپنی جگہ پر ہر ایک کا جذبہ فوقیت۔ شاکتوں اور بدھ مت کے پیروکاروں کا مقابلہ کوئی چھوٹی موٹی بات نہ تھی۔ ان لوگوں کا تو عقیدہ ہی یہ تھا کہ ان کے دیوتا انسان اور پھر ان میں سے براہمنوں کے سر کی بلی سے ہی خوش ہوتے ہیں۔ گویا ایسے مت کے خلاف کچھ کہنا پھر اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں نکلنے کا چیلنج تھا۔ لیکن بہادر کمارل بھٹاچاریہ کو تو انہیں بد رسومات اور غلط عقیدت مندی کا قلع قمع کرنا تھا۔ اس لئے ان کو اُن تمام برسر اقتدار طاقتوں سے ٹکر لیتے میں ذرا بھی خوف محسوس نہیں ہوا۔ اور انہوں نے ان کے خلاف دیدہ دلیری کے ساتھ جہاد شروع کر دیا۔

بودھ مذہب اور جین مت کے پیروکاروں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرنے میں اس وقت تک کمارل بھٹاچاریہ کو دقت معلوم دیتی تھی۔ جب تک کہ وہ ان کے دھرم گرنتھوں اور فلسفہ کو اچھی طرح سمجھنے اور بیان کرنے کی قابلیت پیدا نہیں کر لیتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے بودھوں اور جینیوں کی درسگاہوں میں طالب علم کی حیثیت سے تعلیم پانی شروع کی۔ ان گرنتھوں کو اور فلسفہ کو خوب اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کی۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہ اُن کے سدھانتوں کے پنڈت ہو گئے اور حقیقت کو پہچان گئے۔ انہیں ان پاٹھ شالاؤں میں تعلیم حاصل کرنے کے دوران میں بڑی بڑی مصائب جھیلنی پڑیں۔ مگر ایک سچے کرم یوگی کی طرح نیک ارادے پر قربان ہو جانے کے جذبہ کے زیرِ اثر انہوں نے ہر مصیبت کو ہنستے ہنستے جھیلا۔ صبر و استقلال کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ایشور پر وشواس رکھا۔ ان کے اس طالب علمی کے زمانے کا واقعہ تو نہایت دردانگیز ہے۔ ——— ایک دن کمارل بھٹاچاریہ کے گورو نے ویدوں پر دوشن (الزام) لگا کر ویدک مارگ کو غلط راستہ (مارگ) گردانا۔ علاوہ ازیں اور بھی بہت سی ایسی نکتہ چینیاں کیں۔ جس سے کمارل بھٹاچاریہ کا دل زخمی ہو گیا۔ وہ ویدوں کی اس نا جائز بے حرمتی کی تاب نہ لا سکے۔ اُن کے صبر کا پیمانہ گویا لبریز ہو چکا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اُن کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ مگر زبان پر کوئی حرفِ شکائیت نہ آیا۔ اتنا ضبط انہوں نے اس حالت میں بھی کیا۔ لیکن دوسرے طالب علم تاڑ گئے کہ دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ ہو نہ ہو، کمال بھٹاچاریہ دراصل حقیقت براہمن ہے اور ویدوں کا پرم بھگت۔ لیکن اُن کا جانی دشمن۔ القصہ اُس دن سے تمام طالب علم اُن کی زندگی کے خریدار اور خون کے پیاسے بن گئے۔ وہ ہر وقت سوچا کرتے کہ کب موقعہ ہاتھ آئے اور کمارل بھٹاچاریہ کو ٹھکانے لگایا جائے۔

ایک دِن کمارل بھٹاچاریہ ایک اُونچے مندر کی دیوار پر بیٹھے ہُوئے کچھ سوچ رہے تھے۔ اُن کی نگاہوں کے سامنے مُلک و قوم کی دُردشا کا نقشہ تھا اور دِل میں اُٹھ رہے تھے ولولے۔ کہ کس طرح اِس حالت کا قصّہ پاک ہو۔ اُن کے دُشمن طالب علموں نے عین موقع پا کر اُنہیں اچانک پیچھے سے زبردست دھکّا دِیا کہ وہ قلابازیاں کھاتے ہُوئے فرش پر آ رہے ہے۔ اُس وقت اُن کی زبان پر جو نعرہ مستانہ تھا۔ اُس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ کتنے مستقل مزاج، بلند حوصلہ اور ایشور پر یقین رکھنے والے تھے۔ اُنہوں نے کہا "شرتی اپنے آشرتوں کی رکھشک ہے۔ ایشور اپنے بھگتوں کا محافظ ہے۔ اگر وید ایک اٹل حقیقت ہیں۔ اپنا ثبوت آپ ہیں، سوتا پرمان ہیں۔ تو مَیں ضرور زندہ رہُوں گا۔ اور اِس سچائی کو ڈنکے کی چوٹ سے سارے جہان پر پھیلاؤں گا۔"

کمارل بھٹاچاریہ سچ مچ جان سے بچ گئے۔ مگر ایک آنکھ پر ایسی چوٹ آئی کہ بینائی جاتی رہی۔ اِس پر بھی وہ خوش و خرم تھے۔ اِس سے متعلق اِن کا یقین تھا۔ "کہ مَیں نے اپنے آپ کو چھپا کر بودھوں سے ان کے درشن پڑھے ہیں۔ جس کا پھل ملا ہے۔ کہ ایک آنکھ جاتی رہی ہے۔ یہ میرے اپنے کرموں کا پھل ہے۔ ورنہ دُشمنوں کی کیا طاقت تھی کہ ذرا بھی ایذا پہنچا سکتے۔ لیکن چونکہ مَیں نے سچائی کی خاطر ہی ایسا کیا تھا۔ اِس لئے مجھ میں وہ طاقت اور شکتی موجود ہے۔ جس سے مَیں ویدوں کا اُدھار کر سکتا ہُوں۔ بطالت کا نام نشان مٹا سکتا ہُوں۔

بس اُس دن سے بودھ اور جین گرنتھوں کے پُورے عالم ہو کر کمارل بھٹاچاریہ مُلک کے طول و عرض میں گھوم گھوم کر حقیقت کا انکشاف کرنے لگے۔ بودھ دھرم اور جین مت میں آئی ہُوئی خامیوں اور ان کی بُنیادی کمزوریوں کے خلاف ببانگ اِظہار رائے کرنے لگے۔ جگہ بہ جگہ بودھوں کے ساتھ بڑے بڑے شاستراتھ سے اُنہیں شکست فاش دینے لگے۔ آپ کے نعرہ حق نے ایک قیامت خیز غلغلہ ڈال دیا۔ ناستکتا کے بلند ایوان خود بخود مُنہدم ہونے لگے۔ کمارل بھٹاچاریہ بودھ اور جینیوں کے ممتاز پنڈتوں کو قائل کرتے ہُوئے راجہ کے پاس پہنچے۔ اُس راجہ کے دربار میں بہت سے ودوان موجود تھے۔ یہ راجہ بھی بُدھ مت کا پیرو کار تھا۔ لیکن کمارل بھٹاچاریہ کو اُس نے اپنے دربار میں دیگر تمام عُلماء سے بلند مرتبہ پیش کیا۔ کمارل بھٹاچاریہ نے کہا۔ "راجن! اگر تو ویدوں کی نندا کرنے والوں کے مت میں نہ ہوتا تو بہتر تھا اور قابل ستائش بھی تھا۔"

کمارل بھٹاچاریہ کے یہ الفاظ سُن کر دربار کے تمام بودھ عُلما کے سینے پر سانپ لوٹ گیا۔ غُصّے کے مارے آنکھوں سے چنگاریاں برسنے لگیں۔ چہرے تمتما اُٹھے۔ دانت پیس پیس کر ویدوں کی نندا کرنے لگے۔ اور ویدک دھرم کو بیہودہ اور لغو ثابت کرنے کی کوشش کرنے لگے۔ کمارل بھٹاچاریہ نے ان کی بدزبانی کا معقول اور پُر تہذیب جواب دیتے ہُوئے سینہ تان کر شاستراتھ

کا چیلنج دیا۔ کمارل بھٹا چاریہ کے معقول جوابات کا راجہ کے دِل پر بھی بڑا اثر ہُوا۔ اس نے ملک بھر کے بودھ دھرم اور جین مت کے بہترین عالموں کو جمع کیا۔ اور کمارل بھٹا چاریہ کے ساتھ شاستر ارتھ کرنے کا وسیع پیمانہ پر انتظام کیا۔ اس عالمگیر شاستر ارتھ میں کمارل بھٹا چاریہ کو عظیم الشان فتح نصیب ہُوئی۔ اور راجہ اُن کا شِشّ بن گیا۔

اُس وقت سوامی شنکر آچاریہ جی براہمن کُل بھوشن سنیاس دھارن کر کے دیش جاتی کے سُدھار کے لئے میدانِ عمل میں قدم رکھ چکے تھے۔ شنکر آچاریہ نے جب مُلک کے چاروں طرف اپنی نظر دوڑائی۔ تو اُن کو کمارل بھٹا چاریہ کی شہرت ہی ایک چمکتا ہُوا ستارہ دِکھائی دینے لگا۔ اُنہوں نے سوچا کہ ہمارے مشن کو تقویت دینے کے لئے کمارل بھٹا چاریہ کی اِمداد آبِ حیات کا کام کرے گی۔ کیونکہ کمارل بھٹا چاریہ اپنے زمانہ کے لاثانی عالم اور مذاہب غیر کے فلسفہ کے پُورے پُورے واقف تھے۔ اُنہوں نے سینکڑوں جگہ بودھوں اور جینیوں کو ویدک دھرم کے مقابلہ میں پچھاڑا تھا۔ چنانچہ سوامی شنکر آچاریہ جی کمارل بھٹا چاریہ کو اپنا ممد اور مُعاون بنانے کی غرض سے اُنہیں ملنے کے لئے رُوانہ ہُوئے۔

سوامی شنکر آچاریہ اپنے شاگردوں کے ساتھ کمارل بھٹا چاریہ کی تلاش کرتے کرتے پریاگ میں پہنچے۔ اس وقت انہیں ایک نہایت رنجدہ اور دِل ہِلا دینے والی خبر ملی، کہ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کی شہرت سُنکر وہ بدریکا آشرم سے چل کر آ رہے ہیں۔ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس نے سینکڑوں مصائب کے سامنے چٹان کی طرح کھڑے رہ کر حقیقت کا انکشاف کیا تھا۔ ویدک دھرم کا مہتو و عظمت ظاہر کی تھی۔ وہ کمارل بھٹا چاریہ جس کا نام سُنکر وید ورودھیوں اور ناستکوں کی رُوح فنا ہوتی تھی۔ جس کی علمی لیاقت کا لوہا دوست دُشمن مانتے تھے۔ جس کی قُربانیاں اور ایثار مسلمہ تھے۔ جو ویدک دھرمیوں اور ایشور بھگتوں کا واحد سہارا تھا۔ بڑی خوشی کے ساتھ شاستر آگیا کے مطابق ایک پراشچت کرنے کے لئے چاولوں کے چھلکوں کی آگ میں جل مرنے کو تیار بیٹھا ہے۔ شنکر آچاریہ جی نے جبھی یہ خبر سُنی۔ کلیجہ مسوس کر رہ گئے۔ تھوڑی دیر کے لئے آپ کو دُنیا اندھیر دِکھائی دینے لگی۔ اُنہیں مایُوسی کے ڈراؤنے اور خوفناک بادل نظر آنے لگے۔ اُن کی اُمید یاس میں بدل گئی۔ مگر فوراً ہی سنبھل کر کمارل بھٹا چاریہ کے پاس پہنچنے کے لئے بے تاب ہو گئے۔

جب شنکر آچاریہ جی موقعہ پر پہنچے، تو عجیب نظارہ پیش نظر دیکھا۔ چاولوں کے بھاری ڈھیر کو آگ لگا دی گئی ہے۔ اور اس کے درمیان ایک مہان تیجسوی مُورتی براجمان ہے۔ کون؟ ویدوں کا پرستار۔ حقیقت کا شیدائی اور استقلال کا مجسّمہ کمارل بھٹا چاریہ۔ کمارل بھٹا چاریہ کے چہرے سے مسّرت کا نُور برس رہا تھا۔ ایک یزدانی نُور اُن کے مُکھ منڈل پر چھایا ہُوا تھا۔ چھلکوں کی اُس چِتا کے چاروں طرف اُن کے شاگرد کھڑے پھُوٹ پھُوٹ کر رو رہے تھے۔ یہ دردانگیز نظارہ دیکھ کر سوامی

شنکر آچاریہ کا دل بھی قابو میں نہ رہ سکا۔ آخر بڑی جرأت کر کے وہ چِتا کے اَور بھی نزدیک جا کر کہنے لگے۔ "ویدک عالمیت کے آفتاب! دُنیا بھر کی آنکھیں آپ کی طرف لگی ہُوئی ہیں۔ آپ کی علمیت فضیلیت اور عدیم المثال قُربانی کو دیکھ کر بڑے بڑے گیانی تپسوی لوگ گوشہ نشینی کو ترک کر کے آپ کی شرن میں آ رہے ہیں۔ ہم آپ کو اِس حالت میں دیکھ کر ماہیء بے آب ہو رہے ہیں۔ آپ ہمیں اور مُلک کے ان سینکڑوں استری پُرشوں کو کس کے حوالے کر کے جلتی ہُوئی آگ کے شعلوں میں آسن لگائے بیٹھے ہیں۔ آپ کا یہ فعل دیکھنے والوں کے لئے خودکشی کا محرک ہوگا۔ اِس لئے آپ اِس بھُونک آگ سے نکل کر لاکھوں انسانوں کے لئے سچے دھرم کی جو آپ نے شاہراہ تیار کی ہے۔ اِس پہ چلنا بھی سکھائیں۔ دھرم مُورت! اِستقلال کے دیوتا!! کیا میری التجا آپ کے دل میں کچھ تحریک پیدا کرے گی۔ مَیں آپ کی اُمید پر سب کام چھوڑ کر سیدھا آپ کے پاس آیا ہُوں۔ میرے ساتھ یہ پنڈت لوگ آپ کو دیکھ حیران ہیں کہ آپ نے کونسا مہا پاپ کیا ہے۔ جس کا اتنا خوفناک پرایشچت آپ کو سُوجھا ہے۔ اے ویدوں کے گیاتا! آپ نے شاستروں کی مہما نسا کی۔ آپ کے برابر ویدوں کا اَرتھ جاننے والا کون ہوگا؟ آپ کے ہم پایہ سچا اور عملی طور پر آستک اور ویدوں پر یقین رکھنے والا اب کہاں ملے گا؟ آہ! دیکھیں تو دلیش اور جاتی کی حالت کو پھر ایک بار دیکھیں۔ جس دلیش اور دھرم کی خاطر آپ کے دِل میں اتنی تڑپ ہے اور قربانی کا مادہ ہے۔ اُسے کس کے بھروسے چھوڑ چلے ہیں۔ اے سچے مہاتما! ہماری پرارتھنا کو قبول کیجئے، اور چِتا سے باہر آ جائیے"!

کمارل بھٹاچاریہ نے اگرچہ اِس سے پہلے سوامی شنکر آچاریہ کو دیکھا نہیں تھا۔ مگر اُن کی شہرت ضرور کمارل بھٹاچاریہ نے کانوں سے سُن رکھی تھی۔ اب جب اُنہیں یہ معلوم ہُوا کہ ان کے سامنے وُہی اِنسانوں میں افضل شری شنکر آچاریہ جی کھڑے مخاطب کر رہے ہیں، تو نہائیت خُوش ہُوئے اور اُن کی بہت تعریف کی اور کہا:۔

"پیارے شنکر! مجھے افسوس ہے کہ آپ اُس وقت تشریف لائے ہیں۔ جبکہ مَیں اپنی زندگی ختم کر چکا ہُوں، مَیں آپ کا سواگت کرتا ہُوں، اور تمام بھارت واسیوں کو جو ناستکتا کے ظُلم و ستم سے مقہور و مجبُور ہیں، آپ کے سُپرد کرتا ہُوں۔ یہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تم خود گیانی ہو۔ آتما امر ہے میرے اِس طرح جلنے سے میری حقیقت نابُود نہیں ہوگی۔ میری آتما سُدھار کی ان تمام خواہشوں کے ساتھ ہمیشہ آپ کے ساتھ رہے گی۔ آپ کے یہاں آنے سے میری دِلی آرزو بر آئی ہے۔ اور مجھے کامل یقین ہے کہ آپ سناتن دھرم کو پھر سے پرچلیت کرنے میں کامیاب ہوں گے۔ مَیں نے ویدک کرموں پر ویاکھیا کی ہے۔ کرم مارگ کو شودھن کیا ہے۔ طریق عمل کو صاف کیا ہے۔ بودھوں کے دلائل اور نکتہ چینی کا جو وید پر کیا کرتے تھے۔ حتی المقدور

غیر معمولی جواب دیا ہے۔ مجھے دنیاوی لذات اور اس زندگی کی اب ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ناہی میں اپنے میں یہ طاقت محسوس کرتا ہوں کہ اس پر اشچت کو ٹال سکوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں بودھ اور جین مت سے وگیان حاصل کرنے، ان کے فلسفوں سے پوری واقفیت پیدا کرنے کی غرض سے ان کی پاٹھ شالاؤں کا شش بنا۔ ان کے درشنوں کا کماحقہ مطالعہ کیا۔ میں جانتا ہوں کہ ایک شبد کا اپدیش کرنے والا بھی گورو کی حیثیت رکھتا ہے۔ چونکہ میں نے بودھ اور جین مت کے درشن انہیں سے پڑھ کر انہیں کا کھنڈن کیا۔ ہرچند کہ ایسا کرنے پر میں حق بجانب ہوں۔ تاہم یہ شاستر مریادا کے خلاف ہے۔ اور شاستر مریادا کے مطابق میں گورو کل کی مخالفت کا مجرم ہوں۔ اس جرم کا پرائشچت یہی ہے کہ میں چاولوں کے چھلکوں کے ڈھیر میں اپنا شریر بھسم کر دوں تاکہ میں اس پاپ کا ازالہ بھی کر لوں، اور دوسرے جنم میں مجھ پر اس پاپ کا کوئی اثر نہ ہو۔ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میں نے جو کچھ بھی کیا ہے۔ صداقت کے بول بالا کے لئے ہی کیا ہے۔ مجھے مرنے کا ہرگز خوف نہیں۔ میری آتما اس جاری کئے ہوئے کام کو اس بھوتک شریر کو چھوڑ کر بھی کرے گی۔ اور اس طریقہ سے کرے گی جس میں پوری شکتی ہوگی اور کامیابی ہوگی۔ اس لئے مجھے یہ غم نہیں، کہ میں اپنا کام ادھورا چھوڑ رہا ہوں۔ آپ جیسے مرد میدان میرے مشن کو پہلے سے لئے ہوئے کام کر رہے ہیں۔ اب میری آتما آپ کی آتما سے مل کر غیر مرئی طور پر اپنے مشن کو پورا کرے گی۔ اس لئے آپ میرے جل جانے پر افسوس نہ کریں۔ بلکہ یہ سمجھیں کہ میں شاستر مریادا کی تعظیم میں اپنے عناصری جسم کو قربان کر رہا ہوں۔ امید ہے آپ لوگ میرے دیہہ تیاگ پر شانت رہیں گے۔ افسوس نہیں کریں گے۔ آپ میرے سب سے بہترین ششیہ منڈن مشر کے پاس جائیں۔ وہ آپ کے کام کا آدمی ثابت ہوگا۔ اگرچہ وہ ویدک دھرم کے پرچار میں لگا ہوا ہے۔ مگر ویدانت شاستر پر ابھی اس کو وشواس پیدا نہیں ہوا۔ اس کی استری بھی بڑی عالمہ ہے۔ اس کو قائل کر کے اپنے ساتھ ملا لو۔ ایشور بھلی کرے گا۔ اچھا اب آخری وقت پر مجھے ایشور دھیان کی آگیا دیں"۔ اتنا کہہ کر کمارل بھٹاچاریہ ایشور کے دھیان میں لین ہو گئے۔ اتنے میں آگ کے شعلہ بھی زوروں کے ساتھ بھڑک اٹھے۔ کمارل بھٹاچاریہ کمال استقلال کے ساتھ بیٹھا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ آخیر میں ان کے جسم کی نورانیت آگ کے شعلوں میں مل گئی، اور باقی جسم راکھ ہو کر چھلکوں کے راکھ میں محو ہو گیا۔

کمارل بھٹاچاریہ کے شریر تیاگ کے اس واقعہ نے شنکر آچاریہ کے حوصلے اتنے بلند کر دیئے کہ جس کا نتیجہ ان کی کامیابی اور دگ وجے کی صورت میں ظاہر ہوا ۔

●○●

موت کا دِن

شری سوامی برہمانند جی

جب موت کا دِن آئے گا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

دُنیا میں دِل کو ہلا دِیا — ہری کے بھجن کو بھُلا دِیا
مانش جنم کو رُلا دِیا — تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
جب روگ آئے سنائے گا — کھٹیا پہ تجھ کو لِٹائے گا
کوئی کارکام نہ آئے گا — تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
سُت میت یا ندھو ناریاں — دھن مال محل اٹاریاں
تیری چھُوٹ جائیں گی ساریاں — تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
یم دُوت لے کر جائے گا — تجھے نرک بیچ گرائے گا

برہمانند پھر پچھتائے گا!
تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

کال کا نِگارہ

شری سوامی برہمانند جی

غافل تُو سوچ من میں، ہری نام کیوں بِسارا — سُنتا نہیں بجے ہے، سِر کال کا نِگارا
جوبن بھری ہے ناری، دِل کو لگے پیاری — جب موت کی تیاری، تجھ سے کرے کِنارا
گھر مال دھن خزانہ، سنگ میں کوئی نہ جانا — کیوں دیکھ دِل لُبھانا، سب جھُوٹھ ہے پسارا
سُندر ہے دیہہ تیری، ہووے بھسم کی ڈھیری — پَل کی لگے نہ دیری، پرتھا کرے وِچارا

مایا کے جال مانہیں، مُورکھ رہا پھسائی
برہمانند موکھش پائی، ہری چرن کو سہارا

کیا سو رہا مُسافر

شری سوامی برہمانند جی

کیا سو رہا مُسافر بیتی ہے رَین ساری۔ اب جاگ کے چلن کی کر لے سبھی تیاری
تجھ کو ہے دُور جانا، نہیں پاس میں سمانا۔ آگے نہیں ٹھِکانا، ہووے بڑی خواری
پُونجی سبھی گوائی، کچھ نہ کری کمائی۔ کیا لے وطن میں جائی، قرضہ کیا ہے بھاری
وِش میں ٹھگوں کے آیا، در ڈھ جال میں پھسایا۔ پرلِش دِل رمایا۔ گھر کی سُدھ بِساری
اُٹھ چل نہ دیر کیجے سنگ میں سامان لیجے۔ برہمانند کال چھیجے مت نیند کر پیاری

بابا فرید

"فریدا وڈی ایہہ بہادری کر کُسنگ کا تیاگ"

فریدؔ صاحب پُورے خُدا پرست، سچے بھگت اور کامل فقیر تھے۔ وہ کبھی کبھی ایسے کام کرتے تھے کہ جن کو دیکھ کر بڑا تعجب ہوتا تھا۔ ایک دن وہ اپنے خیال میں مست سر جھکائے سڑک پر ٹہلتے ٹہلتے کہیں جا رہے تھے کہ چوں چوں کی کرخت صدائے پیہم نے اُنہیں چونکا دیا۔ اُنہوں نے اُوپر نظر اُٹھائی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک چھکڑا بوریوں سے لدا جا رہا ہے۔ بوریوں میں کھانڈ بھری ہُوئی تھی جس کو گاڑیبان کرایہ پر لے جا رہا تھا۔ شیخ فریدؔ نے اُس گاڑیبان سے پُوچھا۔ "بھائی اِن بوریوں میں کیا بھرا ہے؟" گاڑیبان نے فریدؔ کی دیوانہ صُورت، مستانہ سیرت دیکھ کر مُسکراتے ہُوئے جواب دیا "ریت" شیخ فریدؔ نے بڑی ملائم آواز میں کہا۔ "اچھا بیٹا! تیری بات سچ ہو۔"

چھکڑا سوداگر کے مکان پر پہنچ گیا۔ سوداگر کے مزدوروں نے چھکڑے سے اُتار کر بوریوں کی ایک طرف دھانک لگا دی، چھکڑا خالی ہو گیا۔ گاڑیبان نے سوداگر سے کرایہ طلب کیا۔ سوداگر نے کرایہ کے لئے رقم نکالنے کے خیال سے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ معاً اُسے خیال آیا کہ پہلے اپنا مال تو ٹھیک طور پر دیکھ بھال کر گِن گُن لینا چاہیئے۔ گاڑیبانوں کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ چنانچہ پہلے اُس نے ایک ایک کر کے تمام بوریاں گنیں۔ اِس کے بعد اُس نے ایک بوری کا مُنہ کھولا۔ تو حیرت اور غصّہ کے مارے لال پیلا ہو کر چلّا اُٹھا۔ "او بدمعاش، بے ایمان گاڑیبان! اِدھر آ دیکھ؟ پاجی! مَیں نے کھانڈ لدوائی تھی کہ ریت؟"

گاڑیبان بیچارہ لرزتا، کانپتا اُس بوری کے پاس پہنچا۔ بوری میں سچ مچ ریت بھری ہُوئی تھی۔ حیرت سے مِلی ہُوئی ندامت اور بدنامی کے احساس سے زمین میں گڑ گیا۔ بولنے کی ذرا تاب نہ رہی۔ گویا کسی نے ہونٹ سی دیئے ہیں۔ اِتنے میں سوداگر نے دو چار اور بوریوں کے مُنہ کھول ڈالے، مگر وہاں آوے کا آوا ہی بگڑا ہُوا تھا۔ سوداگر اور بھی جھنجھلایا۔ گاڑیبان کی مسلسل خاموشی سے تو اُس کے سینے پر سانپ سا لوٹ رہا تھا۔ گاڑیبان کو دھکّا دے کر سوداگر کڑک کر بولا۔ "اُچکّا کہیں کا۔ جا! چوبیس گھنٹے کے اندر اندر میری کھانڈ مجھے لا دے۔ ورنہ جان سے ٹھگی اور بدمعاشی کا بھُوت اُتار دینے والی جیل کی "ہوا" کھلائے بغیر تجھے چھوڑنے کا نہیں۔ اَب تو گاڑیبان کے ہوش اُڑ رہے تھے۔ پاؤں تھلے سے زمین کھسک رہی تھی۔ آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھائے جا رہا تھا۔ وہ وہاں سے دوڑا اور بے اختیار دوڑا۔ وہاں سے چلا گیا۔

ہوش گم، چہرے پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں، رنگ زرد، کاٹو تو لہو نہیں بدن میں۔ اسی حالت میں ہانپتا کانپتا گاڑیبان شیخ فرید کے قدموں پر آ گرا، اور مشکل سے یہ الفاظ زبان سے نکال سکا۔ "شیخ جی! ایک بار مجھے بخش دو"۔

شیخ فرید کو اُس کی یہ حالت دیکھ کر بڑا رحم آیا۔ اُٹھا کر پیار کیا۔ گاڑیبان کا دل ذرا ٹھہرا۔ طبیعت کو کچھ اطمینان ہُوا، اور تسلّی نصیب ہُوئی، گھبراہٹ اور پریشانی دُور ہُوئی۔ تو فرید نے گاڑیبان سے مُعاملہ دریافت کیا۔ گاڑیبان نے کہا ——— "اے ولی اللہ! بندۂ خدا!! کل مَیں نے بڑی حماقت کی، گُناہ کیا۔ آپ کو مجذوب، دیوانہ خیال کر کے آپ کا مذاق اُڑایا۔ آپ کے سوال کا جواب غلط دیا، سراسر جھوٹ بولا۔ کھانڈ کو ریت بتلایا۔ مگر آپ کا کہنا ٹھیک نکلا۔ آپ نے میرا جواب سُن کر کہا تھا۔ بھائی! تیری بات سچ ہو۔ سو وہ تمام کی تمام کھانڈ ریت ہوگئی ہے۔ کھانڈ کا مالک سوداگر بنسی دھر مجھ سے اپنی کھانڈ طلب کرتا ہے۔ مَیں غریب بھلا اتنی کھانڈ کہاں سے لاؤں، میرا گُناہ بخشیں اور اس ریت کو پھر ویسے ہی کھانڈ کر دیں ——— شیخ جی نے مُسکرا کر اپنے مخصوص انداز میں کہا۔ "اچھا! ایسا ہی ہوگا"۔

گاڑیبان واپس سوداگر کے پاس آیا، بوریاں کھولی گئیں، تمام کی تمام میں کھانڈ بھری پڑی تھی۔ کل جن میں ریت دیکھی گئی تھی۔ اب اُن میں بڑی عُمدہ کھانڈ تھی۔ گاڑیبان بڑا خوش ہُوا۔ سوداگر تو بڑی حیرت میں مُبتلا ہو رہا تھا۔ بار بار آنکھیں مَل مَل کر دیکھتا کہ کہیں دھوکا تو نہیں۔ دل ہی دل میں کہتا تھا۔ "کہ ایشور! یہ کیا معاملہ ہے۔ یہ گاڑیباں ہے یا کہ جادُوگر ہے کہ چھلیا؟ آخر گاڑیبان نے سارا ماجرا سُنایا تو اُس کو اطمینان حاصل ہُوا۔ اور گاڑیبان کو بڑی خوشی کے ساتھ اُس کی مزدُوری کرایہ چکا دے کر رُخصت کیا ——— اس مُعجزہ کو سُنکر ایک دیہاتی کو بھی شوق چُرایا کہ مَیں بھی فقیر ہو سکتا ہُوں اور ایسا کامل جیسا کہ شیخ فرید سُنا گیا ہے۔ یہ سوچ کر وہ سیدھا شیخ فرید کی جھونپڑی میں آ دھمکا، اور شروع میں ہی کہہ ڈالا کہ "شیخ جی! مَیں بھی فقیر بننا چاہتا ہُوں، مجھے بھی اپنی کرامات سکھا دیجیے"۔

شیخ فرید نے کہا۔ "اچھا بھائی! چلو تو میرے ساتھ۔ سُورج مغربی دیواروں میں اُتر رہا تھا۔ اِس جہاں کا اپنی الوداعی نظروں سے جائزہ لے رہا تھا۔ رُوئے زمین پر سُنہری خوشگوار روشنی چھا رہی تھی مشرق کی طرف سے رات تاریکی کا طُوفان اُٹھائے دبے پاؤں چلی آ رہی تھی۔ وہ اسی تاک میں تھی کہ سُورج کہیں اپنی سُنہری کرنوں کا تاج اُتار کر اِن مغربی وادیوں میں آرام لے۔ تو جھٹ آن واحد میں تمام عالم کو اپنے تاریکی طُوفان کی لپیٹ میں لے لُوں۔ شیخ فرید اور دیہاتی جاٹ دونوں شانہ بشانہ جا رہے تھے۔ ایک جگہ پر بہت سی اینٹیں پڑی ہُوئی تھیں۔ شیخ جی نے اُن کو چھُو کر کہا "یہ سب سونے کی اینٹیں ہو جائیں"۔

آنکھوں آنکھوں میں وہ تمام اینٹیں سونے کی ہوگئیں۔ دیہاتی بڑا حیران ہُوا۔ شیخ فرید چھپتے

سُورج کے رنگین اور سُنہری نظاروں کو دیکھ دیکھ کر اپنے خیالات کو سُورج کی آخری کرنوں کی سُنہریت میں ڈبو ڈبو کر سُنہری اور خوبصورت بنا رہے تھے، اور دیہاتی جاٹ مشرق کی جانب سے اُٹھنے والے تاریکی طُوفان کے خیال میں اپنے باطن اور خمیر کو غرق کر کے تاریک اور بدنما بنا رہا تھا۔

شیخ فرید نے آگے قدم اُٹھایا۔ دیہاتی جاٹ نے نظر بچا کر اُن اینٹوں کے ڈھیر میں سے دو اینٹوں کو اُٹھا کر اپنی بغل میں چھپا لیا اور پیچھے پیچھے ہو لیا۔ کچھ دُور جا کر شیخ فرید چلتے چلتے یکلخت رُک گئے، اور ساتھی جاٹ کی طرف جُھک کر کہنے لگے۔ "ارے بھائی! یہ مٹی کی اینٹیں تجھے کہاں سے مل گئیں۔ دیہاتی نے دیکھا، تو سچ مچ وہ دونوں سونے کی اینٹیں مٹی کی اینٹیں ہو گئیں۔ چنانچہ اُس نے اُنہیں پھینک دیا۔ تب فرید نے اُس سے کہا۔ بھئی! ایک طرف تو تم اینٹوں تک کی چوری کرنے سے دریغ نہیں کرتے، اور دُوسری طرف فقیر بھی بننا چاہتے ہو۔ یہ عجیب مُعاملہ ہے"۔ دیہاتی یہ سُنکر مارے شرم کے نظر اُوپر نہ کر سکا۔ ـــ

فریدا جنگل ڈھونڈیں سہ گھنا لے تریا نہ دت — تن حُجرہ درگاہ دا تِس وِچ جھاتی گھت
فریدا دِل اندر دریاؤ کنڈھی لگا کی پھریں — ٹُبی مار مجھا ہوں، منجھوں ہی مانک لہے
فریدا اکناں مت خُدائے دی اکناں منگ لئی — اِک رتی مُول نہ گھندے جیوں پتھر بوندیئی
فریدا وڈی ایہہ بہادری کہ گنگ کو تیاگ — درگہہ کھبوی مُکھ اُجلا کوئی نہ لاگی واگ

فریدا دُنیا مٹکی شہد دی جو بیٹھے پھس جائے
جو اِس سے نیارا رہے تاہیں ملے خدائے

بہارِ زندگانی

(از مہنتہ جگن ناتھ جی دت)

بہارِ زندگانی پر میری وارِ خزاں کیوں ہو
یقیدِ موت یہ میری حیاتِ جاوداں کیوں ہو
ہوا جب سامنا اُن کا تو ہم ہی ہو گئے اُن کے
مجھے ہے غیر سے نفرت یہ دل ہے غیر سے خالی
جلے دل تو یہ تاریکی سبھی کافور ہو جائے
ارے او ڈھونڈھنے والے کبھی سوچا بھی ہے تُو نے۔

جو چکرائے مجھے اگر وہ دورِ آسماں کیوں ہو
نہ ہو جس کو سمجھ اپنی وہ میرا رازداں کیوں ہو
نہ ہو سودا اگر سر میں تو یہ کارِ زیاں کیوں ہو
جہاں اپنے ہی اپنے ہوں تو کوئی درمیاں کیوں ہو
نمی آنکھوں میں میری اور آہوں میں دُھواں کیوں ہو
خُدا جب دِل میں رہتا ہے تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو۔

اسرارِ معرفت

سوال و جواب مابین شاہزادہ دارا شکوہ و باوا لال دیال جی مہاراج

پہلی مجلس

یہ الٰہی مہینے کی چودھویں تاریخ میں جبکہ سمت ۱۷۰۴ بکرمی تھا۔ شاہجہان کو تخت پر بیٹھے ہوئے اکیسواں سال تھا۔ دارالسلطنت لاہور میں جعفرخان صادق طہرانی کے باغ میں منعقد ہوئی۔ اور شاہزادہ دارا شکوہ اور سوامی شری لال دیال جی کے مابین سوال وجواب کے طریق میں گفتگو کا اتفاق ہوا۔ دارا شکوہ کی طرف سے سوال ہے۔ اور سوامی شری باوا لال دیال جی کی جانب سے جواب :-

سوال	جواب
فقیر کا اوّل اور آخر کیا ہے ؟	اوّل فنا اور آخر بقا ہے۔
فقیر کی سربلندی کس میں ہے ؟	اپنے سر کو نیچے جھکانے میں۔
فقیر کی عقلمندی کس میں ہے ؟	دلربا یعنی خدا کے سوا کسی اور چیز پر اپنا دل نہ لگائے۔
فقیر کی توانائی یعنی طاقت کیا ہے ؟	عاجز ہونا اور بے طاقت بن جانا۔
فقیر کی عاجزی اور بے طاقتی کس میں ہے ؟	اپنے آپ کو پہچاننے میں۔
فقیر کی رنگینی یعنی خوبی اور زیبائش کیا ہے ؟	خدا کا جاننا۔
فقیر کی روشنی کیا ہے ؟	خدا کے مراقبہ (دھیان) میں ڈوبے رہنا اور اس کے سوا اور کچھ نہ کرنا۔
فقیر کے سر پر کیا چیز ہے ؟	خدا کا سایہ۔
فقیر کے سامنے کیا ہے ؟	موت۔
فقیر کے دونوں ہاتھ کہاں ہیں اور اس کی طاقت کا کیا حال ہے ؟	ہاتھ دونوں جہان پر رکھتا ہے اور اس کی طاقت دین یعنی پنتھ میں مضبوط ہے اور دنیا میں کوتاہ یعنی دنیا کی طرف فقیر کے ہاتھ بڑھے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ کوتاہ ہوتے ہیں۔

سوال	جواب
فقیر کے پاؤں کہاں ہیں ؟	دامن میں ہیں اور پابندی نہیں رکھتا۔
فقیر کو کمر باندھنی کہاں مناسب ہے ؟	پیر کی خدمت میں۔
فقیر کے دل کا فکر کس میں ہونا چاہیئے ؟	صبوری (سنتوش) میں۔
فقیر کو شک کس میں ہے ؟	اس میں کہ جو عبادت کرتا ہوں وہ قبول ہوگی یا نہیں۔
فقیر کی آنکھ آلودہ کا کیا حال ہوتا ہے ؟	خمارہ آلودہ ہوتی ہے اور اپنے یار کے چہرہ کو دیکھنے والی۔
فقیر کی سواری کیا ہے ؟	محبّت اور خاص محبت کا ارادہ کرنا۔
فقیر پر کیا واجب ہے ؟	دل اور رابطہ کا جاگنا۔
فقیر میں سستی کس میں ہے ؟	زیادہ کھانے میں۔
فقیر کی چالاکی کس میں ہے ؟	قواعد کے موافق احتیاط کے ساتھ کھانے میں۔
فقیر کے آرام کی مضبوطی کس میں ہے ؟	گوشہ نشینی میں۔
گوشہ نشینی میں قوت کیونکر ہوتی ہے ؟	خدائے رزاق پر توکل کرنے میں۔
فقیر کا مہمان کون ہوتا ہے ؟	جسم اور جان۔
فقیر کے کان کیسے ہونے چاہئیں اور زبان کیسی ہو ؟	کان تو حق امر (پرماتم گیان) کے سننے والے ہوں اور زبان بیہودہ باتوں سے خاموش رہے۔
فقیر کی کوشش کس میں رہتی ہے ؟	اس میں کہ ہمیشہ خدا کا تصور آغوش میں رہے۔
فقیر کا گھر کہاں ہوتا ہے ؟	خدا کی مخلوقات اور اس کے ملک میں۔
فقیر کا ملک کیا ہے ؟	خدا کا نام۔
فقیر کا مال کیا ہے ؟	تندرستی۔
فقیر کے خزانے کا قفل کیا ہے ؟	شہوت پر نگاہ رکھنا۔
فقیر کے گھر کے قفل کی چابی کیا ہے ؟	خدا کی محبّت اور اس کے شوق کا ارادہ۔
فقیر کی بارگاہ اور اس کی مسند کا تکیہ کیا ہے ؟	ہوا اور ہوس دل سے دور کر دینا۔
فقیر کے گھر کا چراغ کیا ہے ؟	آفتاب اور ماہتاب۔
فقیر کے بیٹھنے اور سونے کا فرش کیا ہے ؟	زمین۔
بھوک کے وقت فقیر کی خوراک کیا ہوتی ہے ؟	اپنا گوشت۔
فقیر کے حلق میں لقمہ کس چیز کا ہوتا ہے ؟	صبر کے طعام کا۔

(باقی پھر)

بسنت

از قلم امیر الشعرا دیوان پنڈیداس صاحب قمرؔ

طرح :- "دیکھئے امسال کیا کیا رنگ لاتی ہے بہار"

فضل و کرم ہے یا ہے زمانہ بسنت کا
خوشیوں کی ایک لہر ہے آنا بسنت کا

کانٹا بنا کے نوکِ قلم نذرِ یار کو
پتّوں پہ لکھ رہا ہوں فسانہ بسنت کا

ورد زباں ہے جب سے ترانہ بسنت کا
لُٹتا ہے بے دریغ خزانہ بسنت کا

شبنم سمجھ رہی ہے جسے چشم کم نظر
موتی ہے پتّا پتّا پر دانہ بسنت کا

گلستاں میں پھر خزاں کے بعد آتی ہے بہار
ہر طرف سامانِ عشرت کے دکھاتی ہے بہار

فیض کی گنگا چمن میں جب بہاتی ہے بہار
مُردہ دل اور نا اُمیدوں کو اُٹھاتی ہے بہار

شکر کا کلمہ زباں پر کیوں نہ آئے دم بدم؟
رحمتِ حق سے اگر بگڑی بناتی ہے بہار

کھیل قسمت کے سمجھ لو کیا بہار اور کیا خزاں
بدنصیبوں کے چمن سے رُوٹھ جاتی ہے بہار

دل میں اک اُمید ہے ہم کو بہارِ زندگی
دہر میں اُجڑے گھروں کو جب بساتی ہے بہار

پختگی اپنے ارادوں میں ہمیشہ چاہیئے
رفتہ رفتہ غم کے طوفاں کو مٹاتی ہے بہار

جب عنایت کی نگاہیں ہم پہ ہوں جگدیش کی
بن کے خوشیوں کا سبب دل میں سماتی ہے بہار

جس مبارک قوم کے پیشِ نظر ہے اتحاد
کامیابی کے وہیں پیغام لاتی ہے بہار

خود بخود اُس کے قدم آتے ہیں بن کر باغباں
بیج کے قابل جو کوئی کھیت پاتی ہے بہار

آگ کے شعلے نکلتے ہیں مخالف کے خلاف
کُل خزاں کے ساز و ساماں کو جلاتی ہے بہار

ایک دن میرا بھی ہوگا کوچ اس گلزار سے
گل جہاں ردّ و بدل ہے یہ سناتی ہے بہار

برندابن میں ٹہنیوں کا جھومنا پتّوں کے ساتھ
کرشن کیشو دکھ ہرن کے گیت گاتی ہے بہار

آج پھولے ہیں تو کل کملائیں گے، کہتے ہیں پھول
گاہ گراتی ہے ہمیں اور گاہ اُٹھاتی ہے بہار

صبر کی اور شکر کی تلقین سے لکھا قمرؔ
دیکھئے امسال کیا کیا رنگ لاتی ہے بہار

کہتی ہے خلق خدا ہم کو غائبانہ کیا

اوم پریمیوں کے تعریفی خطوط

از لدھیانہ ۔ ۷ فروری ۱۹۷۸

پرم آدرنیہ شری نندہ جی ۔ سادر پرنام

پیارے "اوم" کا سالنامہ ۱۹۷۸ کا "شانتی انک" پراپت ہو گیا ہے۔ بھگوان کی اپار دیا سے اس کی تیاری میں لگا، آپ کا پرشارتھ پورن روپ سے سپھل رہا ہے۔ اس انک کا یہ پرچہ باہر سے بھی خوب شاندار ہے۔ اس کی چھپائی اور گیٹ اپ بہت سندر ہے۔ اور اس کے اندر کے لیکھ بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر ہیں۔ اس لئے آپ کا اور عزیز برہمانند دونوں کو اس سپھل پرشارتھ کی ہاردک بدھائی ارپن کرتا ہوں۔

یہ دیکھنے کے لئے کہ کونسا مضمون پہلے پڑھوں۔ میں نے فہرست مضامین پر نگاہ دوڑائی، تو کچھ فیصلہ نہ کر سکا، کیونکہ ہر لیکھ اور ہر نظم کا عنوان ہی اپنے اپنے ڈھنگ سے اتنا دلکش ہے کہ ہر ایک اپنی برتری کی جھلک دے رہا ہے۔ اس لئے مجبوراً پہلے سرسری طور پر ہی سب پر نظر ڈالی تو مکمل رسالہ ہی ایک مشری کی ڈلی محسوس ہوا کہ جہاں سے چکھا مٹھاس ہی مٹھاس ہر جگہ بھری ہوئی ہے۔ آپ نے حقیقت میں اس کو ہر طرح سے منوہر اور مفید بنانے میں بہت محنت اور خردمندی سے کام لیا ہے۔

یہ سالنامہ واقعی شانتی کا ایک میٹھا چشمہ ہے۔ جس کے انیک گھاٹ بنائے گئے ہیں۔ جو گھاٹ جس کو اپنی پرکرتی اور رُچی کے انوکول پرتیت ہو، وہیں سے وہ شانتی کے پیالے بھر بھر کر پیتا ہوا اپنی ترپتی کر سکتا ہے۔ شردھا بھاؤ والے کے لئے اس میں بھگتی مہارانی کا انوکھا گھاٹ موجود ہے۔ برہم کی انوبھوتی کے ابھلاشی کے واسطے گیان کے پوتر گھاٹ کا دروازہ کھلا ہے اور اسی طرح سیوا یا پریم اور یوگ یا دھیان اتیادی مارگوں کے پتھک کے لئے اُن کی منوکامنا پوری کرنے کے لئے جدا جدا سندر گھاٹ اپنی شان دکھا رہے ہیں۔ غرضیکہ جو کوئی بھی شانتی پراپتی کا اِچھک سچی بھاونا سے جس بھی شاستر وکت سادھن سے پرم شانتی کا خواہاں ہے۔ وہ "شانتی انک" کی سہائیتا سے اپنی اکانکشا پوری کر سکتا ہے۔

اس انک میں سب شاستروں کی اُتم شکشاؤں کا نچوڑ بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ انک بجائے خود ایک شاستر روپ بن گیا ہے۔ ہر پرکار کے سادھکوں کے لئے یہ بے حد لابھ کاری سدھ ہوگا۔ اس لئے آپ اُن سب کے دھنیہ باد کے پاتر ہیں۔ بھگوان آپ دونوں باپ بیٹے کو سوستھ تتھا آنندت رکھیں۔ تاکہ پیارے "اوم" کے ذریعہ دھرم پرچار کا یہ یگیہ جو آپ نے رچایا ہوا ہے۔ اس کی سنگندھی سے دھرم پریمی سجن عرصہ دراز تک مستفید ہوتے رہیں۔ (اوم شم)

—— کانشی رام چاولہ

از جگراؤں - ۲ فروری ۱۹۷۸ء

پرم مانیہ شری نندہ صاحب

اوم آنند - پیارے "اوم" کا پیارا "شانتی انک" ملا۔ آپ نے اپنی سابقہ روایات کے مطابق اس انک کی تکمیل میں جس محنت، ذمہ داری اور رُوحانی احساسات کا ثبوت دیا ہے، وہ قابلِ تحسین صد آفرین ہے دَورِ حاضرہ میں جبکہ اُردو کے قدر دانوں کی دن بدن مایوس کن کمی ہوتی جا رہی ہے۔ "اوم" جیسے معیاری و معارمک رسالہ کو جاری رکھنا ہی کارِ دارد ہے، اور اِس پر طرہ یہ کہ آپ ہر سال اتنے ضخیم نمبر شائع کر کے معرفت، رُوحانیت اور حقیقی انسانیت کی قدروں کے ساتھ اُردو ادب کو قائم و دائم رکھنے کا تہیہ کئے ہُوئے ہیں۔ آپ کی اِن کاوشوں کی جتنی بھی سراہنا کی جائے کم ہے ——— "اوم" کے ذریعہ آپ کا جذبۂ حقیقت اور پربھو بھگتی کا درسِ حیات صحیح معنوں میں عوام کے اِخلاق کو اُونچا اُٹھانے میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ "شانتی انک" کے جملہ مضامین نظم و نثر منش ماتر کو حقیقی تسکین قلبی مہیا کرنے کا سادھن اور اسے اِنسانیت کی سچی راہ پر گامزن کرنے کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اِس میں مہا بھارت کا شانتی پرب شامل کر کے آپ نے بڑی موقعہ شناسی کا پریچے دیا ہے۔ کاش اِنسان جاتی اِس سے لابھ اُٹھانے کا یتن کرے! ایک اور گُن جو اوم کی ہر دلعزیزی کا یقینی ثبوت ہے۔ وہ یہ کہ اِس میں بلا لحاظ مذہب و ملت سب دھرموں کے عقیدوں و اُن کے سنچالکوں یا سچے پیروکاروں کی سوانح حیات یا اُپدیشوں سے عوام کو مستفید کیا جا رہا ہے۔ پرماتما سے پرارتھنا ہے کہ "اوم" دن دگنی و رات چوگنی اُنتی کرے!

شبھ چنتک - ٹیک سنگھ بانسل ایم اے

از نارا گڑھ (پنجاب) ۲۸ جنوری ۱۹۷۸ء

پرم پوجنیہ مہاتما گورکھ ناتھ جی صادر پرنام

پیارے "اوم" کا "شانتی انک" مجھے پراپت ہُوا۔ بڑے شوق و تجسس سے تمام مضامین دیکھے۔ کئی بار پڑھے۔ کلجگ کے اِس گھور اندھکار میں جبکہ چاروں طرف مادیت کے پرستار اِنسان اور اِنسانیت کو تباہ کرنے کے درپے نظر آ رہے ہیں۔ اطراف عالم میں پھیل رہی مادی روشنی کے پس منظر میں، خوف و دہشت، سراسیمگی، بےبسی اور بےچارگی نظر آ رہی ہے۔ رسالہ "اوم" نُورِ خدا بن کر مخلوقِ عالم کو صحیح سمت سے آگاہی دیتے و سچی شانتی عطا کرنے کا عظیم کام سرانجام دے رہا ہے۔ آپ کی ہمت قابلِ داد ہے۔ "اوم" تمام مذاہب کے رہبروں، پیغمبروں کے اقوال زریں کا مرقع اور سب کی بھلائی و بہتری چاہنے والا۔ موجودہ دَور کا بہترین جریدہ ہے۔ دُعا ہے کہ یہ دن دُگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہُوا اپنے مشن میں مزید کامیابی حاصل کرے۔

آپ کا - گورمکھ ساتول پردھان بلاک کانگرس کمیٹی نارا گڑھ

از چنڈی گڑھ ۔ ۳ فروری ۱۹۷۸ء

شریمان مانیہ یوگ برہمانند نندہ جی!

ست شری اکال پروان ہووے۔ رسالہ اُوم کے ذریعہ آپ بھارت ورشی باشندوں کی نہایت اچھے طریقہ سے رُوحانی و ایکتا رکھنے کی سیوا فرما رہے ہیں۔ اس نیک کام کے لئے بندہ آپ کو بدھائی دیتا ہے۔ پرماتما آپ کو اسی طرح سیوا جاری رکھنے کے لئے درازیٔ عمر و قوت عطا کرے۔

کرتار سنگھ کوڑ اسپرنٹنڈنٹ سنٹرل ایکسائز کسٹمز کلاس آ۔ چنڈی گڑھ

از ارجن نگر ۔ گوڑگاؤں (ہریانہ) ۲۰ فروری ۱۹۷۸ء

سالنامہ "شانتی انک ۱۹۷۸ء" مخفی استوار روحانیت کا گلدستہ

افضل ہے ہر اک کام سے بھگوان کی بھگتی
دریائے کرم جاری ہے ذی شان کی بھگتی
بھگتوں کے قدم لیتے ہیں سُلطانِ زمانہ
ایشور سے مِلا دیتی ہے انسان کی بھگتی

میرے قابلِ تعظیم شری گورکھ ناتھ نندہ صاحب و شری برہمانند نندہ صاحب۔ جن کی ذات بابرکات کے کرم کے طفیل بے شمار لوگوں کو رُوحانی فیض و سرور میسّر ہو رہا ہے۔ خصوصاً سالنامہ ۱۹۷۸ء کے لئے آپ مُبارک باد کے مستحق ہیں۔ اس میں حصّہ لینے والے رُوحانیت کے ممتاز عالم خصوصاً مہاتما کانشی رام جی چاولہ صاحب نے کافی مثالیں دے کر ذہن نشین کرایا۔ کوی ہر کشن لال جی کی منظوم گیتا بیحد دلچسپ، سنت سبھاؤ حکیم ریمل داس جی مُضطر، سنت بوڑ سنگھ جی۔ اسی طرح باقی اصحاب نے "شانتی انک" کو قابلِ صد ستائش بنا دیا۔ ایشور کریں کہ رسالہ اُوم کی یہ گیان گنگا تا زیست گلزارِ ہند کو سرسبز و شاداب کرتی رہے۔ دھنیہ واد

سیوک۔ ڈاکٹر سی۔ آر تنیجہ

اُوم کی مہما

شری رمیش چندر

اُوم ہے جیون ہمارا، اُوم پران آدھار ہے
اُوم ہے دُکھ کا وناشک، اُوم سرور آنند ہے
اُوم کے ہی دھیان سے، ہم شُدھ اپنا من کریں

اُوم ہے کرتا وِدھاتا، اُوم پالن ہار ہے
اُوم ہے بل تیج دھاری، ہم اُوم کا پوجن کریں
اُوم کے جپ سے ہمارا، گیان بڑھتا جائے گا

انت میں پریہ اُوم ہم کو
موکش پد پہنچائے گا

موت سے پہلے اور بعد

کیا ہوتا ہے؟

از۔ شری ستیہ پال پُوری جرنلسٹ پیہوٰ (کورکشیترا)

جب زندگی کا سفر ختم ہو جاتا ہے اور اِنسان موت کی کشمکش میں بستر میں پڑا ہے۔ تو اِس کے جسم کے اُوپر سفید رنگ کا دُھواں سا (جو ہماری آنکھوں کو نظر نہیں آتا) اُٹھنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر آہستہ آہستہ ذرہ ذرہ آپس میں مِل کر اِس دُھواں سے اُس آدمی کی جو بستر میں لیٹا ہُوا ہے، عین شکل بن جاتی ہے۔ چُونکہ دیر تک اِس آدمی کے اُوپر ایک فُٹ کے قریب رہتا ہے۔ ایک تارک تار جو مرتک شریر کی چھاتی اور سُوکھشم شریر جو مرتک شریر کے ایک فُٹ اُوپر ہے ٹُوٹ جاتی ہے، تو بستر میں پڑا ہُوا پُرش ایک جھٹکا محسوس کرتا ہے۔ اس وقت موت ہوتی ہے۔ اور آتما و شریر کا رشتہ ہمیشہ کے لئے ٹُوٹ جاتا ہے۔ مغرب کے سائینس دانوں نے اِس دُھواں کے فوٹو بھی لیئے ہیں۔ اب یہ سوال سامنے آتا ہے کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اِس کے متعلق کِسی شاعر نے کہا ہے۔ ؎

آدمی مرکر بتا سکتا نہیں مرنے کا حال
جیتے جی وہ زندگی کا راز پا سکتا نہیں

مرے ہوئے اِنسان میں کِسی سوال کا جواب دینے کی شکتی نہیں رہتی۔ اِس کا جواب یوگ سادھن کر کے اَنوبھو سے ہمارے رِشیوں نے دِیا ہے۔ بھگوان کرشن گیتا میں یُوں فرماتے ہیں کہ آتما کا کبھی ناش نہیں ہوتا۔ اور جس طرح اِنسان پُرانے پھٹے ہوئے کپڑے اُتار کر پھینک دیتا ہے اور نئے کپڑے پہن لیتا ہے۔ اِسی طرح آتما بھی پُرانے (بُوڑھے شریر) اور بیمار جسم کو تیاگ کر نیا جسم حاصل کر لیتا ہے۔ جسم بدلتے رہتے ہیں۔ لیکن آتما نہیں بدلتا۔ آتما کو تلوار نہیں کاٹ سکتی، نہ آگ جلا سکتی ہے اور نہ ہوا سکھا سکتی ہے۔ جسم میں آتما کہاں رہتی ہے؟ اِس کا جواب ہمارے دھرم شاستروں نے دِیا ہے کہ جس طرح بادام کی گِری میں بادام روغن ہے۔ جس طرح شربت کے برتن میں مٹھاس بُوند بُوند میں سمائی ہوئی ہے۔ اِسی طرح آتما شریر میں ہے۔ وہ کِسی ایک جگہ نہیں ہے۔ ہر جگہ موجود ہے۔ گیتا کہتی ہے کہ جب رُوح اور جسم کے درمیان رابطہ ختم ہو جاتا ہے۔ تو فوراً دُوسرے جسم میں رُوح پرویش کر جاتی ہے۔ قُدرت نے اِنسان کے کرموں کے مطابق یہ نیا شریر بنا رکھا ہوتا ہے۔ پھر وہ پہلے جنم کے کرموں کے پھل اچھے یا بُرے جسم میں بھوگتا ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی میں نیک کام کرتے ہیں، اور پرماتما کا بھجن کرتے ہیں۔ اُنہیں سُکھوں (سُورگ) کی پراپتی ہوتی ہے۔ اور جو لوگ اپنی زندگی میں پاپ کرتے ہیں۔ انہیں نرک (دُکھ) ملتے ہیں۔

بات کرنے کا سلیقہ

آدابِ گفتگو

از شری سانول شاہ جی

● اگر ایک شخص بات کر رہا ہو اور آپ اُس سے بہتر جانتے ہوں تو بھی آپ کو چاہیئے کہ جب تک وہ سلسلہ کلام ختم نہ کرلے، آپ اپنی واقفیت کا اظہار نہ کریں۔ بعد ازاں اگر ضروری ہو، تو اس طریقہ سے بات کریں کہ پہلے شخص پر طعن نہ ہو۔

● جو بات آپ سے پُوچھی جائے اُس کا جواب دیں۔ جب کسی دُوسرے سے دریافت کی جائے تو اُس وقت آپ خاموش رہیں۔

● زیادہ باتیں کرنے سے گریز کرنا چاہیئے۔ اس سے عزت و شان میں فرق آتا ہے۔

● اگر کوئی بات ایسی جماعت سے پُوچھی جائے۔ جس میں آپ شامل ہوں، تو جواب دینے میں پہل نہ کریں۔

● جو گفتگو اور بحث و مباحثہ آپ کے سامنے ہو رہا ہے۔ جب تک آپ کو اُس میں واقفیت اور مہارت نہ ہو دخل نہ دیں۔

● اگر کوئی شخص اپنی گفتگو آپ سے پوشیدہ رکھنا چاہتا ہے، تو اُس کی طرف کان نہ دیں۔ اسی میں عزت و شان ہے۔

● بات کرتے ہُوئے کوشش کریں کہ آپ کی آواز نہ تو کرخت ہو، اور نہ کمزور ہو۔

● گفتگو کرتے وقت ہاتھ یا آنکھ سے پُر زور اشارے نہ کریں۔

● دورانِ گفتگو میں کسی اور کام میں مشغول نہ ہوں۔ اس سے بے پرواہی کا اظہار ہوتا ہے۔

● اگر بہت سے اصحاب یکجا بیٹھے ہوں، تو کسی کے کان میں بات نہ کریں۔ راز کی بات کسی دُوسرے وقت پر چھوڑ دیں۔

● دورانِ گفتگو منہ بنانا، بار بار سر کھجانا، اُنگلی کا ناخن کاٹنا، بار بار جسم کو حرکت دینا، ٹانگ ہلائے جانا، زور سے قہقہہ لگانا بری اور غلط بات ہے۔ اِس میں آپ کی عزت نہ رہے گی۔

● سوال کا جواب مختصر اور مؤثر دیں۔

● اپنی بات کو جھوٹ یا مبالغہ سے پُر معنی بنانے کی کوشش نہ کریں۔

● طویل و فضول جواب دینے سے پرہیز کریں۔

صحت و تندرستی حاصل کر کے خوش و خرم زندگی بسر کیجئے

از۔ ڈاکٹر سی۔ آر تینجہ ارجن نگر گوڑگاؤں (ہریانہ)

یہ بات خواہ کتنی ہی پرانی کیوں نہ معلوم ہو ــــــ لیکن آج بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ ہماری زندگی میں شادمانیوں کا سب سے پہلا زینہ صحت ہے۔ صحت کی حالت میں طبیعت میں خود بخود خوشی اور امنگ پیدا ہوتی ہے۔ دنیا میں کوئی بھی خوشی صحت کی پیدا کردہ خوشی سے بڑھ کر نہیں ہو سکتی۔ یہ نہ ہو، تو دنیا کی کوئی بھی مسرت محسوس ہی نہیں کی جا سکتی۔

موجودہ طریق زندگی میں خوشی اور غم دونوں لازمی ہیں۔ فرانسیسی زبان میں ایک مقولہ ہے۔ کہ "پُر مسرت زندگی کوئی شے نہیں صرف پُر مسرت دن ہی ہمارے ہوتے ہیں"۔ تقریباً ہر انسان کی زندگی میں اُتار چڑھاؤ لگے ہوتے ہیں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ صحت مند اور مضبوط دل و دماغ والے اپنے آلام زندگی کو زیادہ آسانی سے برداشت کر لیتے ہیں، اور کمزور دل کے انسان اپنے غموں کو ساری زندگی اپنے ساتھ لئے چلتے ہیں۔

صحت کے بعد پُر مسرت رہنے کے لئے دوسرا زینہ کام ہے۔ ہر انسان کے لئے چاہے وہ غمزدہ ہو یا شاداں، کام ایک نعمت ہے، اگر کام نہ ہو تو ہماری زندگی تھوڑے سے ہی عرصہ میں بالکل بیزار کن بن جائے۔ البتہ کام انسان کو اپنی پسند کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ دنیا کے تمام ذی فہم لوگ اپنے کام کو اپنے لئے دل چسپ بنا لیتے ہیں۔ ایک بوجھ نہیں۔ کام کے وقت انسان خود کو بھولا رہتا ہے۔ یہ خود فراموشی کام یا کسی مشغولیت ہی کے وقت ممکن ہے۔ دراصل اسی پر انسان کی مسرتوں کا انحصار ہے۔ لیکن اتنا مفید اور ضروری ہونے کے باوجود چند گھنٹوں کے کام کے بعد عام انسان کا تھک جانا لازمی امر ہے، اور کوئی بہترین دلچسپی بھی چند گھنٹوں کے بعد بیزار کن معلوم ہونے لگتی ہے۔ یہ انسان کی فطرت ہے۔ اس لئے اُسے کسی دوسری شے سے بدلنا چاہیئے۔

انسان کی خوشی کے لئے کام کے بعد دوسری شے سماجی زندگی اور اُس کی دلچسپیاں ہیں انسان بھی ایک "سماجی جانور" ہے، اور وہ انسانوں سے الگ تھلگ رہ کر خوش نہیں رہ سکتا۔ اسی سماجی یا معاشرتی زندگی سے تو محبت اور رفاقت پیدا ہوتی ہے، جو مسرت کی ایک بنیاد ہے۔ اس لئے کام کے بعد اپنے اوقات کو دوستوں کی رفاقت میں صرف کرنا چاہیئے۔ دوست پُر خلوص ہوں، اور اپنی طبیعت سے ملتے ہوں۔

موسیقی بھی ایک ایسی شئے ہے۔ جس کے دامن میں بے شمار غمزدہ انسانوں کو سکون حاصل ہوتا ہے۔ اردو کے مشہور ادیب اور ہندوستان کے سابقہ وزیر تعلیم مولانا عبدالکلام آزاد کی خانگی زندگی میں تو ہمیں کوئی خوشی نظر نہیں آتی تھی۔ پھر بھی وہ کبھی پُر ملال نظر نہیں آتے تھے۔ اپنے ایک عزیز ترین دوست کو اپنی کلاسیکل اردو میں لکھتے ہیں۔ "مَیں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ مَیں زندگی میں ہر چیز کے بغیر رہ سکتا ہوں۔ لیکن موسیقی کے بغیر نہیں۔ آواز خوش الحانی میرے لئے زندگی کا سہارا ہے۔ دماغی کاوشوں کا مداوا اور جسم و دل کی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔

بے شک کھیلوں کے علاوہ دلچسپ کتب کا مطالعہ خصوصاً دھارمک کتب رامائن، گیتا، مہابھارت، گورو گرنتھ صاحب، قرآن شریف، انجیل، دلّی کا رسالہ اوم بھی بہترین دلبستگی کا سامان فراہم کرتے ہیں۔ اِن سے انسان اپنی اصلی منزل مقصود گویا اپنے پیارے معبود خداوند کریم، الیشور پرمارتھ کو پاکر جنم سپھل بنا سکتا ہے۔ جس کی ہمیں ضرورت ہے۔ اِس لاانتہا فیض سے فیض اٹھانا چاہیئے۔ اُس مالک کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ پربھو کے گن گان۔ پربھو سمرن کرنا چاہیئے۔ مگر یہ سب کچھ صحت و تندرستی کی دولت سے مل سکتا ہے۔ الغرض زندگی میں صحت و تندرستی حاصل کرنا سب کچھ حاصل کرنا ہے ؏

مہاپرشوں کے وچن

(۱) بنا پریم کے سنیہ کا سہاگ لٹ جاتا ہے۔ (رویندرناتھ ٹھاکر) (۲) تم کو تمہارے سوا دوسرا کوئی بھی منش ٹھیک مشورہ نہیں دے سکتا۔ اگر تم اپنی صلاح کو مانو گے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ تم سے کبھی کوئی بھول نہ ہوگی۔ (سسرو)۔ (۳) کاہلی اور غریبی میں کاہلی کی چال بڑی مندی ہے اور غریبی کی اتنی تیز کہ وہ جلدی ہی اُس کو پکڑ لیتی ہے۔ (بنجمن فرینکلن) (۴) جب کبھی تم کو اپنے سے زیادہ عقلمند آدمی سے بات چیت کرنے کا موقعہ ملے، اور تم یہ سمجھ کر بحث کرنے لگو، کہ لوگ تمہاری عقلمندی جان جائیں گے۔ تو یاد رکھو، لوگ ایسا سمجھ کر تمہاری مورکھتا کو جان جائیں گے۔ (سعدی)۔ (۵) اُس گھوڑے سے جو ہمیں نیچے گرا دے، وہ گدھا کہیں اچھا ہے، جو ہمیں لے جاتا ہے۔ (جے۔ جی ہالینڈ)۔ (۶) جس طرح اصلی چیز سے چھایا (سائے) کا جنم ہوتا ہے، اور آگ سے دھواں نکلتا ہے، اسی طرح کرتویہ (کرم) کے پیچھے نتیجہ آتا ہے۔ نیز دکھ سکھ منش کے کرم اور وچار کے ساتھی ہیں۔ (جیمز ایلین)۔ (۷) دن بھر بری بھاوناؤں اور برے کرموں سے بچے رہنا رات بھر کے بھجن سے بڑھ کر ہے۔ (ڈماستھنیز)۔ (۸) وہ بہادر نہیں ہیں۔ جنہوں نے شریر کو چکنا چور کر ڈالا ہے۔ ایسا تو ابھیاس اور محنت کرنے پر سب کر سکتے ہیں۔ بلہاری تو ان ویروں کی ہے۔ جو من کو جیت کر کھڑے ہیں۔ (دریا صاحب)۔ (۹) اپنے ساتھ کی گئی برائی کو ریت پر لکھو، اور بھلائی کو پتھر پر۔ (سقراط)۔ (۱۰) اپنے آپ کو چھوٹا سویکار کر لینا ایمان کی بات نہیں ہے۔ اصل ایمان تو اس میں ہے کہ ہم دین ہوتے ہوئے بھی اپنی کمزوری کو دور کرنے کی کوشش اور محنت نہ کریں۔ (ابراہم لنکن)

رسالہ "اوم" کا دھرم پرچار پرکاشن

اوم پریمیوں کی سہائتا سے 'دھرم پرچار پرکاشن' کے انترگت گزشتہ چھ سال کے دوران ہم رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کی سیوا میں بیسیوں دھارمک پستکیں مفت یا خاص رعائتی قیمت پر بھینٹ کر چکے ہیں۔ اب رسالہ "اوم" کے نئے یا پرانے سبھی سالانہ خریدار ہمارے یہاں سے مندرجہ ذیل کتب خاص رعائتی قیمت پر حاصل کر سکتے ہیں۔

شریمد بھگوت گیتا سنکشپت اردو (پاکٹ سائز) مفت۔
بالمیکی رامائن (اردو حصہ اول) قیمت دس روپے۔ خاص رعائتی قیمت صرف چھ روپے۔
بالمیکی رامائن (اردو حصہ دوئم) قیمت اٹھارہ روپے۔ خاص رعائتی قیمت صرف دس روپے۔
سالنامہ یوگ انک ۱۹۷۶ء۔ قیمت دس روپے۔ خاص رعائتی قیمت صرف چھ روپے۔
" بھگتی انک ۱۹۷۷ء۔ قیمت دس روپے۔ خاص رعائتی قیمت صرف چھ روپے۔
" شانتی انک ۱۹۷۸ء۔ قیمت چودہ روپے۔ خاص رعائتی قیمت صرف دس روپے۔

ضروری نوٹ:- (۱) یہ رعائتی قیمتیں صرف رسالہ "اوم" کے سالانہ خریداروں کے لئے ہیں۔
(۲) رجسٹری ڈاک خرچ تین روپے علاوہ۔
(۳) رقم بذریعہ منی آرڈر ارسال کریں۔ کیونکہ وی۔پی منگوانے پر دو روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔

"منیجر"

جن دان ویر سجنوں سے دھرم پرچار پرکاشن کیلئے ۳۱ مارچ ۱۹۷۸ء تک رقوم وصول ہوئیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:-

۱۔ شری چرنداس جی آہوجہ۔ لدھیانہ
۲۔ شری برج موہن آہوجہ۔ چیریٹیبل ٹرسٹ۔ نئی دہلی
۳۔ میسرز موہن لال ہرکرشن لال جی سیبل۔ دہلی ۶
۴۔ شری امرناتھ۔ بمقام سلاپڑ (منڈی)
۵۔ کوک سیل ٹریڈرز کانپور۔
۶۔ لالہ بھگوانداس جی اروڑہ۔ قرولباغ، نئی دہلی
۷۔ شری آر۔ جے۔ ریواڑی۔ بمبئی
۸۔ میسرز رام چند اینڈ سنز آڑھتی بمقام مہادیو (منڈی)
۹۔ شری کے۔ ایل نرولہ۔ مراد آباد (یوپی)
۱۰۔ شری ہری کرشن جھنڈرو۔ سرینگر (کشمیر)
۱۱۔ شری سنت رام جی چنڈی گڑھ۔

APRIL 1978
Regd. No. of the Newspaper R.N.660/57
Vol.46
Monthly 'OM' Delhi
P.O. Regd.No.D[illegible]-68